بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 3

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

16 رجمادی الثانی 1443 ہجری قمری • 20 رصلح 1401 ہجری شمسی • 20 رجنوری 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی
عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ
اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ (الانعام:22)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جس نے اللہ پر کوئی جھوٹ گھڑا یا اس کی آیات کی تکذیب کی۔ یقیناً ظالم لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 رجنوری 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

مرکز احمدیت قادیان دار الامان میں 126 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

کووڈ کی وبا نے دلوں کی کدورتیں دُور نہیں کیں، اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ سے انسان کوئی سبق حاصل نہیں کر رہا، اگر یہی رویّہ رہا تو بڑے خطرناک نتائج پیدا ہونگے

آج میں اسلام کی امن کی تعلیم کے چند پہلو بیان کروں گا اگر ان پر عمل ہو تو دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے

- اسلام کہتا ہے کہ ایک دوسرے کے مذہب کے بانی کو غلط کہہ کر اس پر الزام نہ لگاؤ ☆
- اسلام یہ نہیں کہتا ہے کہ باقی مذہب جھوٹے تھے، اسلام کہتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے، قرآن کریم کی آیت وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ کی روشنی میں ایک مسلمان حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ کو یا ہندوؤں کے اوتاروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے ☆
- اسلام کہتا ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے کی عزت کرو اور ہر مذہب کے بانی کی عزت کرو ☆
- اسلام کے بارے میں ایک غلط تصور قائم کیا گیا ہے کہ اسلام شدت پسند مذہب ہے اور ابتدا میں زبردستی مسلمان بنائے گئے حالانکہ اسلام اس کی نفی کرتا ہے ☆
- اسلام نے اس دنیا میں نہ ماننے کی وجہ کسی کو سزا نہیں دی، اگر آج بھی مسلمانوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق ہو جائیں تو دنیا کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو جائے ☆
- اصلاح مدنظر ہونی چاہئے، دیکھنا چاہئے کہ آیا سزا دینے سے اصلاح ہوتی ہے یا معاف کرنے سے، مقصد اصلاح ہونی چاہئے ☆
- اسلام کہتا ہے کہ ہر قسم کے لین دین میں دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو ☆
- اسلام کہتا ہے تکبر نہ کرو، لوگوں کو ذلیل، حقیر نہ سمجھو، تکبر کر کے کوئی حقیقی مقام نہیں ملتا عاجزی ہی ہے جو حقیقی سرداری دیتی ہے، یہی سرداری ہے جو دیر پا امن قائم کرنے والی بن سکتی ہے ☆

جلسے کی برکات کو بھی شاملین ساتھ لے کر جانے والے ہوں، دنیا میں ہر جگہ اس جلسے کے پروگرام کو سننے والے ایک جوش اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے والے ہوں اور اپنے علاقوں میں اسلام کی پاک تعلیم کی روشنی میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شرکائے جلسہ سے بصیرت افروز اختتامی خطاب

★ کووڈ کے حالات کی وجہ سے حضور انور کی رہنمائی اور حکومتی گائڈ لائن کے تحت محدود پیمانے پر جلسے کا انعقاد ★ لیکن لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ جلسہ سے وسیع استفادہ ★ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ ایک لاکھ چھ ہزار چھ سو چھیالیس افراد نے جلسہ کی کارروائی دیکھی اور سنی ★ 8 ممالک کی نمائندگی ★ نماز تہجد ★ درس القرآن اور ذکر الٰہی سے معمور ماحول ★ علماء کرام کی پُر مغز تقاریر ★ 6 ملکی زبانوں میں جلسہ کے پروگراموں کی ترجمانی ★ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کیلئے تربیتی امور پر مشتمل ڈاکیومنٹری اور مختلف معلوماتی نمائشوں کا انعقاد ★ نکاحوں کے اعلانات ★ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی کوریج ★ پرسکون و خوشگوار موسم میں جلسہ کی تمام کارروائی کی تکمیل ☆

رپورٹ: منصور احمد مسرور (منتظم رپورٹنگ)

(دوسری قسط)

اختتامی اجلاس اور حضور انور کا بصیرت افروز خطاب

آج جلسہ سالانہ قادیان کا آخری دن اور آخری اجلاس تھا۔ اس اختتامی اجلاس سے سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمانا تھا۔ جلسہ گاہ میں حاضرین خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے حضور انور کے خطاب کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور انور کے خطاب سے قبل ایم ٹی اے اسٹوڈیو لندن سے قادیان دار الامان کی مقدس بستی اور جلسہ سالانہ قادیان کے متعلق ایک خوبصورت ڈاکومنٹری دکھائی گئی۔ یہ جلسہ اُس وقت ایک عالمی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا جب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت میں ایوان مسرور، اسلام آباد سے mta کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ اس جلسہ کی اختتامی کارروائی پوری دُنیا میں براہ راست نشر ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہندوستانی وقت کے مطابق 4 بجے ایوان مسرور، اسلام آباد میں رونق افروز ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام شاملین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ پیش فرمایا۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم محمود احمد وردی صاحب کو حاصل ہوئی۔ آپ نے سورۃ آل عمران کی آیات 20 تا 23 کی تلاوت کی اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم عمر شریف صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم؎

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضّحیٰ یہی ہے

کے چند اشعار نہایت خوش الحانی سے سنائے۔

تقریباً سوا چار بجے جلسہ سالانہ قادیان کا وہ مبارک لمحہ آیا جب قادیان اور یوکے سے بلند ہونے والے پُر جوش نعروں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

مفتری علی اللہ کو 23 برس کی مہلت ہرگز نہیں مل سکتی

اگر حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر اپنے دعویٰ کے مطابق اس کے برعکس ثابت کردیں تو ان کے لئے پانچ سو روپے کا انعام

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”ضمیمہ تحفہ گولڑویہ“ رُوحانی خزائن جلد 17 سے پیش کررہے ہیں۔ یہ چیلنج آپؑ نے خصوصیت کیساتھ حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر کو دیا اور ساتھ ہی تمام علماء ہند کو بھی اس کا جواب دینے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی یہ دلیل بیان فرماتا ہے کہ اگر یہ نبی ہم پر جھوٹ باندھتا یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتا تو ہم اسے ہلاک کردیتے۔ اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ یہ جھوٹا نہیں ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تب تک مہلت دی جب تک کہ آپؐ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوگئے۔ دعویٰ نبوت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو 23 سال کی زندگی ملی۔ یہ عرصہ ایک نبی کی سچائی کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ ایک جھوٹے نبی کو بعد دعویٰ اتنی مہلت کسی قیمت پر اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا وگرنہ سچے اور جھوٹے کا امتیاز مٹ جاتا ہے۔ جب اس جہت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت پیش فرمائی تو حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض بزرگ صحابہ کے رُوبرو یہ دعویٰ کیا کہ جھوٹے نبی کو بعد اسکے دعویٰ کے اسقدر تو کیا اس سے بھی زیادہ مہلت مل سکتی ہے۔ اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ اسکی نظیر پیش کرسکتے ہیں۔ گویا حافظ محمد یوسف صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک نبی کی صداقت کی جو یہ دلیل بیان فرمائی ہے غلط بیان فرمائی ہے نعوذ باللہ۔ اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ محمد یوسف صاحب کو چیلنج دیا کہ اگر وہ اس کی کوئی نظیر بیان کرینگے تو اُنہیں پانچ سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اس تعلق میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ پُرشوکت ارشادات اور دلائل گزشتہ شمارہ میں پیش کرچکے ہیں۔ کچھ مزید آپؑ کے ارشادات اور دلائل اور آپؑ کی طرف سے دیا گیا انعامی چیلنج ہم اس شمارہ میں پیش کریں گے۔

مسیح موعودؑ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے

جس نے بھی آپؑ کیلئے موت کی دعا کی وہ مرگیا ـــــ غور کیجئے کون جھوٹا اور کون سچا!!

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

درحقیقت لوگوں نے اس خیال سے کہ کسی طرح لَوْ تَقَوَّلَ کے نیچے مجھے لے آئیں منصوبہ بازی میں کچھ کمی نہیں کی بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے کیلئے میرے پر گواہیاں دیں بعض مولوی میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے بعض مسجدوں میں میرے مرنے کیلئے ناک رگڑتے رہے بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علیگڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مریگا اور ضرور ہم سے پہلے مریگا کیونکہ کاذب ہے، مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کرچکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مرگئے اور اس طرح پر اُنکی موت نے فیصلہ کردیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میرے نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مرگیا۔ مولوی اسمٰعیل نے شائع کیا وہ مرگیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کرکے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا وہ مرگیا۔ پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مرگیا۔ لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مرگیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا خدا تعالیٰ ہر طرح سے اپنے نشانوں کو مکمل کرے۔

اگر میں کاذب ہوتا تو خدا خود مجھے ہلاک کرتا نہ یہ کہ لوگ کوشش کرتے اور جو بھی میری موت کے شائق ہوئے وہ مرتے گئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

میری نسبت جو کچھ ہمدردی قوم نے کی ہے وہ ظاہر ہے اور غیر قوموں کا بغض ایک طبعی امر ہے۔ ان لوگوں نے کونسا پہلو میرے تباہ کرنے کا اُٹھا رکھا کونسا ایذا کا منصوبہ ہے جو انتہا تک نہیں پہنچایا۔ کیا بد دعاؤں میں کچھ کسر رہی یا قتل کے فتوے نامکمل رہے یا ایذا اور توہین کے منصوبے کَمَا حَقُّہٗ ظہور میں نہ آئے پھر وہ کونسا ہاتھ ہے جو مجھے بچاتا ہے۔ اگر میں کاذب ہوتا تو چاہئے تو یہ تھا کہ خدا خود میرے ہلاک کرنے کیلئے اسباب پیدا کرتا نہ یہ کہ وقتاً فوقتاً لوگ اسباب پیدا کریں اور خدا اُن اسباب کو معدوم کرتا رہے۔ کیا یہی کاذب کی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ قرآن بھی اسکی گواہی دے اور آسمانی نشان بھی اسی کی تائید میں نازل ہوں۔ اور عقل بھی اُسی کی مؤید ہو اور جو اسکی موت کے شائق ہوں وہی مرتے جائیں۔ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر پہنچی ہے۔ اگر انہوں نے میری عزت پر حملہ کیا تو آخر آپ ہی بے عزت ہوئے اور اگر میری جان پر حملہ کرکے یہ کہا کہ اس شخص کے صدق اور کذب کا معیار یہ ہے کہ وہ ہم سے پہلے مرے گا تو پھر آپ ہی مر گئے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ“ رُوحانی خزائن جلد 17 صفحہ 44 تا 46)

میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اُسی قدر خدا تعالیٰ مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گزرتی ہے جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں تیرے ساتھ ہیں اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اُسکو دیکھ رہا ہوں۔ دُنیا مجھ کو نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جسکو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اسکا نتیجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے......اَے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کریگا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہوجائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔ (ایضاً صفحہ 49)

خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مَیں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر میں حیّ و قیّوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کردیا اِسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقینا سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو! یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو۔ (ایضاً صفحہ 50)

پُرشوکت انعامی چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اب اس اشتہار سے میرا یہ مطلب ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے اور نشانوں میں مخالفین پر حجت پوری کی ہے، اِسی طرح مَیں چاہتا ہوں کہ آیت لَوْ تَقَوَّلَ کے متعلق بھی حجت پوری ہوجائے۔ اِسی جہت سے مَیں نے اِس اشتہار کو پانسو روپیہ کے انعام کیساتھ شائع کیا ہے اور اگر تسلی نہ ہو تو میں یہ روپیہ کسی سرکاری بینک میں جمع کرا سکتا ہوں۔ اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور اُنکے دوسرے ہم مشرب جنکے نام میں نے اس اشتہار میں لکھے ہیں اپنے اس دعویٰ میں صادق ہیں یعنی اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرکے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سُنا کر پھر باوجود مفتری ہونیکے برابر تیئیس برس تک جو زمانۂ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو میں ایسی نظیر پیش کرنیوالے کو بعد اسکے کہ مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دیدے پانسو روپیہ نقد دیدوں گا......اس اشتہار کے نکلنے کی تاریخ سے پندرہ روز تک اُن کو مہلت ہے کہ دُنیا میں تلاش کرکے ایسی نظیر پیش کریں۔ (ایضاً صفحہ 50)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں **”اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ“** کے عنوان سے حافظ محمد یوسف صاحب کو جو چیلنج دیا تھا اس میں سے چیدہ چیدہ ارشادات ہم آپؑ ہی کے الفاظ میں بیان کرچکے اب ہم اس تعلق میں بعض ارشادات آپؑ کی دیگر کتب سے پیش کرتے ہیں۔

کیا خدا کی گورنمنٹ میں مفتریوں کا کوئی انتظام نہیں؟

گویا خدا کے قانون سے انسانی گورنمنٹ کے قانون بڑھ کر ہیں کہ ان میں جھوٹی دستاویز بنانے والے دست بدست پکڑے جاتے اور سزا پاتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مفتریوں کی سزا اور انکی ناکامی سے متعلق چند آیتیں پیش کرنیکے بعد فرمایا کہ اگر حافظ محمد یوسف صاحب کا عقیدہ درست تسلیم کرلیا جائے تو پھر یہ آیتیں غلط ثابت ہوتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا :

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گویا یہ تمام وعید خدا تعالیٰ کے جو اُوپر کی تمام آیتوں میں مفتریوں کے متعلق ہیں یہ بالکل خلاف واقع باتیں تھیں اور یہ انبیاء علیہم السلام اگر نعوذ باللہ افترا کرنیوالے ہوتے تب بھی بقول حافظ

باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر متفق ہو گئے اور انہوں نے ایک دستاویز لکھی تو حضرت صدیقؓ اس تنگی کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریکِ حال رہے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

افغانستان اور پاکستان کے احمدیوں کیلئے خصوصی دعا کی تحریک

دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر کو ختم کرے اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے

مکرم الحاج عبدالرحمٰن عینن (Ennin) صاحب افسر جلسہ سالانہ گھانا، مکرم اذیاب علی محمد الجبالی صاحب آف اردن، مکرم دین محمد شاہد صاحب ریٹائرڈ مربی سلسلہ

مکرم میاں رفیق احمد صاحب کارکن دفتر جلسہ سالانہ ربوہ اور مکرمہ قانتہ ظفر صاحبہ اہلیہ مکرم احسان اللہ ظفر صاحب سابق امیر جماعت امریکہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 /دسمبر 2021ء بمطابق 17 /فتح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر میں ان کا غلاموں کو آزاد کرنے کا ذکر چل رہا تھا۔ اس میں سے کچھ مزید واقعات ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے نَہدِیہ اور ان کی بیٹی دونوں کو آزاد کرایا۔ یہ دونوں بنو عبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان دونوں کے پاس سے گزرے اس وقت ان کی مالکہ نے ان کو آٹا پیسنے کے واسطے بھیجا تھا اور وہ مالکہ یہ کہہ رہی تھی کہ اللہ کی قسم! میں تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی یا جس کی بھی قسم وہ کھا رہی تھی۔ بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے اُمِّ فلاں! اپنی قَسم کو توڑ دو۔ اس نے کہا جاؤ جاؤ! تم نے ہی تو ان کو خراب کیا ہے۔ تمہیں اگر اتنا ہی خیال ہے تو تم ان دونوں کو آزاد کروا لو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ان دونوں کے بدلے میں کتنی قیمت دوں؟ اس نے کہا کہ اتنی اور اتنی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو لے لیا اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ پھر آپؓ نے ان سے کہا کہ اس عورت کا آٹا واپس دے دو یعنی ان دونوں کو جن کو لونڈی بنایا گیا تھا کہا کہ اس عورت کا آٹا واپس دے دو جو پسانے کیلئے لے کر جا رہی تھیں۔ ان دونوں نے کہا اے ابوبکرؓ! کیا ہم اس کام سے فارغ ہو لیں اور اس آٹا کو واپس کر دیں؟ یعنی جو ہمارے ذمہ کام لگایا گیا ہے وہ کر لیں اور آٹا پسوا کر چھوڑ آئیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ اگر تم دونوں چاہتی ہو تو ایسا ہی کر لو۔

حضرت ابوبکرؓ ایک دفعہ بَنُو مُؤَمَّل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے۔ بَنُو مُؤَمَّل بَنُو عَدِی بن کَعْب کا ایک قبیلہ تھا۔ وہ لونڈی مسلمان تھی۔ عمرؓ بن خطاب اس کو ایذا دے رہے تھے تا کہ وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ حضرت عمرؓ اُن دنوں ابھی مشرک تھے۔ اسلام قبول نہیں کیا تھا اور انہیں مارا کرتے تھے یہاں تک کہ جب وہ تھک جاتے تو کہتے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مَیں نے تمہیں صرف تھکاوٹ کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ اس پر وہ کہتی کہ اللہ تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کرے گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسے بھی خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قُحافہ نے ان سے کہا کہ اے میرے بیٹے! مَیں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرا رہے ہو۔ اگر تم ایسا کرنا چاہتے ہو جو تم کر رہے ہو تو تم طاقتور مردوں کو آزاد کرواؤ تا کہ وہ تمہاری حفاظت کریں اور وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے میرے پیارے باپ! مَیں تو محض اللہ عزّ وجلّ کی رضا چاہتا ہوں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 236، ذکر عدوان المشرکین علی المستضعفین ......دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

چنانچہ بعض مفسرین علّامہ قرطبی اور علامہ آلوسی وغیرہ کہتے ہیں کہ درج ذیل آیات اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کے اسی عمل کی وجہ سے آپؓ کی شان میں نازل فرمائی ہیں کہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ○ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ○ وَ کَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ○ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ○ وَمَا یُغْنِیْ عَنْہُ مَالُہٗٓ اِذَا تَرَدّٰی ○ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْھُدٰی ○ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَۃَ وَالْاُوْلٰی ○ فَاَنْذَرْتُکُمْ نَارًا تَلَظّٰی ○ لَا یَصْلٰھَآ اِلَّا الْاَشْقَی ○ الَّذِیْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ○ وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی ○ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰٓی ○ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ○ (سورۃ الّیل 6-22) پس وہ جس نے (راہ حق میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور بہترین نیکی کی تصدیق کی تو ہم اسے ضرور کشادگی عطا کریں گے۔ اور جہاں تک اُس کا تعلق ہے جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی اور بہترین نیکی کی تکذیب کی تو ہم اُسے ضرور تنگی میں ڈال دیں گے اور اس کا مال جب تباہ ہو جائے گا تو اس کے کسی کام نہ آئے گا۔ یقیناً ہدایت دینا ہم پر بہرحال فرض ہے اور انجام بھی لازماً ہمارے تصرف میں ہے اور آغاز بھی۔ پس میں تمہیں اس آگ سے ڈراتا ہوں جو شعلہ زن ہے اس میں کوئی داخل نہیں ہو گا مگر سخت بدبخت۔ وہ جس نے جھٹلایا اور پیٹھ پھیر لی جبکہ سب سے بڑھ کر متقی اس سے ضرور بچایا جائے گا جو اپنا مال دیتا ہے پاکیزگی چاہتے ہوئے اور اس پر کسی کا احسان نہیں ہے کہ جس کا اس کی طرف سے بدلہ دیا جا رہا ہو۔ یہ محض اپنے رَبِّ اعلیٰ کی خوشنودی چاہتے ہوئے خرچ کرتا ہے اور وہ ضرور راضی ہو جائے گا۔ (ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے، اردو ترجمہ، صفحہ 74) (الجامع لاحکام القرآن لامام القرطبی، جلد 2، صفحہ 3330، سورۃ اللیل دار ابن حزم بیروت 2004ء)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو غلام آزاد کیے تھے ان میں سے ایک حضرت خَبَّاب بن اَرَتؓ بھی تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ حضرت خَبَّاب بن اَرَتؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''ایک اَور صحابیؓ جو پہلے غلام تھے انہوں نے ایک دفعہ نہانے کیلئے کرتہ اتارا تو کوئی شخص پاس کھڑا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ان کی پیٹھ کا چمڑا اوپر سے ایسا سخت اور کھردرا ہے جیسے بھینس کی کھال ہوتی ہے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور انہیں کہنے لگا۔ تمہیں یہ کب سے بیماری ہے تمہاری تو پیٹھ کا چمڑا ایسا سخت ہے جیسے جانور کی کھال ہوتی ہے۔ یہ سن کر وہ ہنس پڑے۔'' حضرت خَبَّاب ہنس پڑے ''اور کہنے لگے بیماری کوئی نہیں۔ جب ہم اسلام لائے تھے تو ہمارے مالک نے فیصلہ کیا کہ ہمیں سزا دے۔ چنانچہ تپتی دھوپ میں لٹا کر ہمیں مارنا شروع کر دیتا اور کہتا کہ کہو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتے۔ ہم اس کے جواب میں کلمۂ شہادت پڑھ دیتے۔ اس پر وہ پھر مارنے لگ جاتا اور جب اس طرح بھی اس کا غصہ نہ تھمتا تو ہمیں پتھروں پر گھسیٹا جاتا'' لکھتے ہیں کہ ''عرب میں کچے مکانوں کو پانی سے بچانے کیلئے مکان کے پاس ایک قسم کا پتھر ڈال دیتے ہیں جسے پنجابی میں کھِنگر کہتے ہیں۔ یہ نہایت سخت کھردرا اور نوک دار پتھر ہوتا ہے اور لوگ اسے دیواروں کے ساتھ اس لئے لگا دیتے ہیں کہ پانی کے بہاؤ سے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے'' یعنی دیواروں کو نقصان نہ پہنچے۔ ''تو وہ صحابی کہنے لگے کہ جب ہم اسلام سے انکار نہ کرتے اور لوگ ہمیں مار مار کر تھک جاتے تو پھر ہماری ٹانگوں میں رسی باندھ کر ان کھردرے پتھروں پر ہمیں گھسیٹا جاتا تھا اور جو کچھ تم دیکھتے ہو اسی مار پیٹ اور گھسٹنے کا نتیجہ ہے۔ غرض سالہا سال تک ان پر ظلم ہوا۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات برداشت نہ ہو سکی اور انہوں نے اپنی جائیداد کا بہت سا حصہ فروخت کر کے انہیں آزاد کرا دیا۔''

(خطبات محمود، جلد 22، صفحہ 546-547، خطبہ جمعہ فرمودہ 31/اکتوبر 1941ء)

پھر حضرت ابوبکرؓ کے غلاموں کو آزاد کرانے کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ ''یہ غلام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے مختلف اقوام کے تھے اِن میں حبشی بھی تھے جیسے بلالؓ، رومی بھی تھے جیسے صُہَیبؓ۔ پھر ان میں عیسائی بھی تھے جیسے جُبَیرؓ اور صُہَیبؓ۔ اور مشرکین بھی تھے جیسے بلالؓ اور عمارؓ۔ بلالؓ کو اسکے مالک تپتی ریت پر لٹا کر اوپر یا تو پتھر رکھ دیتے یا نوجوانوں کو سینہ پر کودنے کیلئے مقرر کر دیتے...... حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان پر یہ ظلم دیکھے تو ان کے مالک کو ان کی قیمت ادا کر کے انہیں آزاد کروا دیا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 193-194)

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے ہجرتِ حبشہ کا ارادہ کیا تھا۔ اس بارے میں آتا ہے کہ جب مسلمان بڑھ گئے اور اسلام ظاہر ہو گیا تو کفارِ قریش اپنے اپنے قبائل میں سے ان لوگوں کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں دینے لگے جو اُن میں سے ایمان لا چکے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ انہیں ان کے دین سے پھرا دیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں سے فرمایا کہ تم لوگ زمین میں بکھر جاؤ۔ یقیناً اللہ تم لوگوں کو اکٹھا کر دے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کس طرف جائیں؟ آپؐ نے فرمایا اس طرف اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے حبشہ کی سرزمین کی طرف اشارہ فرمایا۔ یہ رجب سنہ 5 /نبوی کی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر گیارہ مَردوں اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنی، جلد اول، صفحہ 503-504، الہجرۃ الاولیٰ الی الحبشۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

مسلمانوں کے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ایذا پہنچائی گئی جس پر انہوں نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس بارے میں بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مسلمانوں کو تکلیف دی گئی تو حضرت ابوبکرؓ ہجرت کرنے کی غرض سے حبشہ کی طرف چل پڑے۔ جب وہ بَرْکُ الْغِمَاد مقام پر پہنچے۔ بَرْکُ الْغِمَاد یمن کا ایک شہر ہے جو مکہ سے آگے پانچ رات کی مسافت پر سمندر سے متصل ہے۔ تو انہیں ابنِ دَغِنہ ملا اور وہ قَارَہ قبیلہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا اے ابوبکر! کہاں کا قصد ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ زمین میں چلوں پھروں اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں۔ ابنِ دَغِنہ نے کہا: تمہارے جیسا آدمی خود وطن سے نہیں نکلتا اور نہ اسے نکالا جانا چاہئے۔ تم تو وہ خوبیاں بجالاتے ہو

جومعدوم ہوچکی ہیں اور تم صلہ رحمی کرتے ہو۔ تھکے ہاروں کا بوجھ اٹھاتے ہو۔ مہمان نوازی کرتے ہو اور مصائب حقہ پر مدد کرتے ہو۔ ایک جگہ ترجمہ اس طرح بھی کیا گیا ہے۔ کنگال کو کما کر دیتے رہے ہو۔ رشتہ داروں سے نیک سلوک کیا کرتے ہو۔ بیچاروں کو سنبھالتے ہو اور مہمان نواز ہو اور حق کی مشکلات میں مدد کرتے ہو۔ پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ واپس چلو اور اپنے وطن میں ہی اپنے رب کی عبادت کرو اور ابنِ دَغِنہ بھی چل پڑا اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ میں آیا اور کفار قریش کے سرداروں سے ملا اور ان سے کہا ابوبکر ایسے ہیں کہ ان جیسا آدمی وطن سے نہ نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ایسی خوبیاں بجالاتا ہے جو معدوم ہوچکی ہیں اور وہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ تھکے ہاروں کے بوجھ اٹھاتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے اور مصائب پر مدد کرتا ہے؟ اس پر قریش نے ابنِ دَغِنہ کی پناہ منظور کر لی اور حضرت ابوبکرؓ کو امن دیا اور ابنِ دَغِنہ سے کہا۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں ہی کیا کرے۔ وہیں نماز پڑھے اور جو چاہے پڑھے لیکن ہمیں اپنی عبادت اور قرآن پڑھنے سے تکلیف نہ دے اور بلند آواز سے نہ پڑھے کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے بیٹوں اور ہماری عورتوں کو گمراہ کر دے گا۔ ابنِ دَغِنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ کہہ دیا تو حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر سے ہی اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور اپنے گھر کے سوا کسی اَور جگہ نماز اور قرآن اعلانیہ نہ پڑھتے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو خیال آیا تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد یعنی نماز پڑھنے کی جگہ بنالی اور کھلی جگہ میں نکلے۔ وہیں نماز بھی پڑھتے اور قرآن مجید بھی اور ان کے پاس مشرکوں کی عورتیں اور بچے جمگھٹا کرتے۔ وہ تعجب کرتے۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ کو دیکھ کر تعجب کرتے اور حضرت ابوبکرؓ کو دیکھتے کہ وہ بہت ہی رونے والے آدمی تھے۔

جب قرآن پڑھتے تو اپنے آنسوؤں کو نہ تھام سکتے۔ اس کیفیت نے قریش کے مشرک سرداروں کو پریشان کر دیا اور انہوں نے ابنِ دَغِنہ کو بلا بھیجا۔ وہ ان کے پاس آیا اور انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تو ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتا رہے لیکن انہوں نے اس شرط کی پروا نہیں کی اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور نماز اور قرآن اعلانیہ پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے لڑکوں اور ہماری عورتوں کو آزمائش میں ڈال دے گا۔ تم اس کے پاس جاؤ اگر وہ پسند کرے کہ اپنے گھر کے اندر ہی رہ کر اپنی عبادت کرے تو کرے ورنہ اگر اعلانیہ پڑھنے پر مصر رہے تو اسے کہو کہ تمہارے امان کی ذمہ داری تمہیں واپس کر دے کیونکہ ہمیں یہ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری ذمہ داری توڑیں اور ہم تو ابوبکر کو کبھی بھی اعلانیہ عبادت نہیں کرنے دیں گے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابنِ دَغِنہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کو اس شرط کا علم ہی ہے جس پر میں نے آپ کی خاطر یہ عہد کیا تھا۔ اس لیے یا تو آپ اس حد تک محدود رہیں ورنہ میری ذمہ داری مجھے واپس کر دیں کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ بات سنیں کہ جس شخص کو میں نے پناہ دی تھی اس سے میں نے بدعہدی کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں آپ کی پناہ آپ کو واپس کرتا ہوں اور اللہ ہی کی پناہ پر راضی ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الکفالۃ، بَابُ جِوَارِ أَبِي بَكْرٍ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهِ، حدیث نمبر 2297) (صحیح البخاری مترجم، جلد 4، صفحہ 276، نظارت اشاعت ربوہ) (فرہنگ سیرت، صفحہ 57)

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے صحن میں جو مسجد بنائی تھی اس کے بارے میں صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ یہ مسجد گھر کی دیواروں تک پھیلی ہوئی تھی اور یہ پہلی مسجد تھی جو اسلام میں بنائی گئی۔

(عمدۃ القاری، جلد 12، صفحہ 185، کتاب الکفالہ، باب جوار ابی بکر فی عہد النبیؐ، حدیث 2297)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ابوبکر جیسا انسان جس کا سارا مکہ ممنون احسان تھا۔ وہ جو کچھ کماتے تھے غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپؓ ایک دفعہ مکہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے کہ ایک رئیس آپؓ سے راستے میں ملا اور اس نے پوچھا ابوبکر تم کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا اس شہر میں اب میرے لیے امن نہیں ہے۔ میں اب کہیں اور جا رہا ہوں۔ اس رئیس نے کہا کہ تمہارے جیسا نیک آدمی اگر شہر سے نکل گیا تو شہر برباد ہو جائے گا۔ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ تم شہر چھوڑ کر نہ جاؤ۔ آپ اس رئیس کی پناہ میں واپس آ گئے۔ آپؓ جب صبح کو اٹھتے اور قرآن پڑھتے تو عورتیں اور بچے دیوار کے ساتھ کان لگا لگا کر قرآن سنتے کیونکہ آپ کی آواز میں بڑی رِقّت، سوز اور درد تھا اور قرآن کریم چونکہ عربی میں تھا ہر عورت مرد بچہ اس کے معنی سمجھتا تھا اور سننے والے اس سے متاثر ہوتے تھے۔ جب یہ بات پھیلی تو مکہ میں شور پڑ گیا کہ اس طرح تو سب لوگ بے دین ہو جائیں گے۔ یعنی قرآن کریم سن کے اور آپ کی رِقّت بھری آواز سن کے تو یہ لوگ بے دین ہو جائیں گے۔

یہی حال آجکل احمدیوں کے ساتھ بعض ملکوں میں ہو رہا ہے خاص طور پر پاکستان میں کہ اگر قرآن پڑھتے اور نماز پڑھتے دیکھ لیا احمدیوں کو تو بے دین ہو جائیں گے۔ اس لیے احمدی کے نماز اور قرآن پڑھنے پہ بڑی سخت سزائیں ہیں۔

بہرحال لکھتے ہیں کہ آخر لوگ اس رئیس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم نے اس کو پناہ میں کیوں لے رکھا ہے؟ اس رئیس نے آ کر حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ اس طرح قرآن نہ پڑھا کریں۔ مکہ کے لوگ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا پھر اپنی پناہ تم واپس لے لو۔ میں تو اس سے باز نہیں آ سکتا۔ چنانچہ اس رئیس نے اپنی پناہ واپس لے لی۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 327)

شِعْبِ اَبِي طَالِب میں بھی حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ قریش مکہ نے توحید کے پیغام کو روکنے کیلئے ہر ممکن کوشش کی مگر جب انہیں ہر طرف سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو انہوں نے ایک عملی اقدام کے طور پر بنو ہاشم اور بنو مُطَّلِب کے ساتھ قطع تعلقی کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس بارے میں سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس طرح لکھا ہے کہ ”قریش ...... نے ایک عملی اقدام کے طور پر باہم مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام افراد بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات قطع کر دیئے جاویں اور اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت سے دستبردار نہ ہوں تو ان کو ایک جگہ محصور کر کے تباہ کر دیا جاوے۔ چنانچہ محرم 7/نبوی میں ایک باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا کہ کوئی شخص خاندانِ بنو ہاشم اور بنو مُطَّلِب سے رشتہ نہیں کرے گا اور نہ ان کے پاس کوئی چیز فروخت کرے گا۔ نہ ان سے کچھ خریدے گا اور نہ ان کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز جانے دے گا اور نہ ان سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا۔“ یہی سلوک آج کل بعض احمدیوں کے ساتھ بھی بعض جگہوں پہ ہوتا ہے۔ بہرحال اس میں آگے لکھا تھا کہ ”جب تک کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ ہو کر آپ کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ یہ معاہدہ جس میں قریش کے ساتھ قبائل بَنُو کِنَانَہ بھی شامل تھے باقاعدہ لکھا گیا اور تمام بڑے بڑے رؤساء کے اس پر دستخط ہوئے اور پھر وہ ایک اہم قومی عہد نامہ کے طور پر کعبہ کی دیوار کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کیا مسلم اور کیا کافر (سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے جس نے اپنی عداوت کے جوش میں قریش کا ساتھ دیا) شِعْبِ اَبِي طَالِب میں جو ایک پہاڑی دَرّہ کی صورت میں تھا محصور ہو گئے اور اس طرح گویا قریش کے دو بڑے قبیلے مکہ کی تمدنی زندگی سے عملاً بالکل منقطع ہو گئے اور شِعْبِ ابی طالب میں جو گویا بنو ہاشم کا خاندانی درہ تھا قیدیوں کی طرح نظر بند کر دیئے گئے۔ چند گنتی کے دوسرے مسلمان جو اس وقت مکہ میں موجود تھے وہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 166)

ان مشکل ترین حالات میں بھی حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”جب قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر متفق ہو گئے اور انہوں نے ایک دستاویز لکھی تو حضرتِ صدیقؓ اس تنگی کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک حال رہے۔ لہٰذا اس واقعہ کے بارہ میں ابوطالب نے یہ شعر کہا ہے کہ

هُمْ رَجَعُوْا سَهْلَ ابْنَ بَيْضَاءَ رَاضِيًا فَسُرَّ أَبُوْ بَكْرٍ بِهَا وَ مُحَمَّدُ

اور انہوں نے سَہل بن بَیْضَاء کو خوش کرتے ہوئے واپس بھیجا تو اس پر ابوبکرؓ اور محمدؐ خوش ہو گئے۔

(ازالۃ الخفاء از حضرت شاہ ولی اللہ اردو ترجمہ اشتیاق احمد دیوبندی، جلد 3، صفحہ 39-40، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی) (سیدنا صدیق اکبرؓ کے شب و روز، صفحہ 30)

یعنی جب قریش مکہ نے آخرکار بائیکاٹ کا یہ معاہدہ ختم کر دیا تو اس پر ابوطالب نے جو اشعار کہے ان میں سے ایک یہ مذکورہ بالا شعر تھا کہ بائیکاٹ ختم ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر دونوں مسرور ہو گئے۔

’غُلِبَتِ الرُّوْمُ‘ کی پیشگوئی اور اس پر حضرت ابوبکرؓ کا شرط لگانا اس بارے میں بھی ذکر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ غُلِبَت اور غَلَبَتْ۔ وہ کہتے ہیں کہ مشرکین پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس اہلِ روم پر غالب آ جائیں کیونکہ یہ اور وہ بت پرست تھے اور مسلمان پسند کرتے تھے کہ اہلِ روم اہلِ فارس پر غالب آ جائیں اس لیے کہ وہ اہلِ کتاب تھے۔ انہوں نے اس کا ذکر حضرت ابوبکرؓ سے کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ ضرور غالب آ جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کا ذکر ان سے یعنی مخالفین سے، مشرکین سے کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان اور اپنے درمیان ایک مدّت مقرر کر لو۔ اگر ہم غالب آ گئے تو ہمارے لیے یہ اور یہ ہو گا اور اگر تم غالب آ گئے تو تمہارے لیے یہ اور یہ ہو گا۔ یعنی اس پہ شرط لگائی۔ تو انہوں نے پانچ سال کی مدت رکھی اور وہ غالب نہ آ سکے۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اس سے زیادہ کیوں نہ رکھ لی۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپؐ کی مراد دس تھی۔ یہ ترمذی کی ابواب تفسیر کی روایت ہے۔

(سنن الترمذی ابواب التفسیر، باب ومن سورۃ الروم، حدیث 3193)

صحیح بخاری کی ایک روایت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ایسی پیشگوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئیں۔ ان پیشگوئیوں میں غلبۂ روم والی پیشگوئی بھی ہے۔ چنانچہ مسروق روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس تھے۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ لوگ روگردانی کر رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ! جیسا حضرت یوسفؑ کے وقت میں سات سالہ قحط ڈالا تھا ان پر بھی ایسا ہی قحط نازل کر۔ سواُن پر ایسا قحط پڑا جس نے ہر ایک چیز کو فنا کر دیا یہاں تک کہ آخر انہوں نے کھال اور مُردار اور بدبودار لاشیں بھی کھائیں اور ان میں سے کوئی جو آسمان کی طرف نظر کرتا تو بھوک کے مارے اسے دھواں ہی نظر آتا تھا۔ جن چار پیشگوئیوں کا ذکر ہے ان میں سے ایک یہ واقعہ ہے۔ ابوسفیان آپؐ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں اور یہ دیکھیں آپؐ کی قوم ہلاک ہو گئی ہے۔ اللہ سے ان کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ پس انتظار کر اس دن کا جب آسمان ایک واضح دھواں لائے گا۔ ضرور تم انہی باتوں کا اعادہ کرنے والے ہو جس دن ہم بڑی گرفت کریں گے۔ پس یہ بڑی گرفت بدر کے دن ہوئی۔ چنانچہ دھوئیں کا عذاب اور سخت گرفت اور لِزَامًا والی پیشگوئی اور روم کی پیشگوئی یہ سب باتیں ہو چکی ہیں۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاستسقاء بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ ...... حدیث 1007)

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین عینی غلبہ روم والی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب اہلِ فارس اور اہلِ روم کے درمیان جنگ ہوئی تو مسلمان اہلِ فارس پر اہلِ روم کی فتح کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ اہلِ روم، اہلِ کتاب تھے جبکہ کفارِ قریش اہلِ فارس کی فتح کو پسند کرتے تھے کیونکہ وہ اہلِ فارس مجوسی تھے اور کفار قریش بھی بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ پس اس بات پر حضرت ابوبکرؓ اور ابوجہل کے درمیان شرط لگ گئی یعنی انہوں نے کسی چیز پر آپس میں چند سال کی مدت مقرر کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں بِضْعٌ کا لفظ ہے۔ بِضْعٌ تو نو برس یا سات برس پر اطلاق پاتا ہے۔ پس مدت کو بڑھا دو۔ پھر انہوں نے، حضرت ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا۔ پس اہلِ روم غالب آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الٓمّٓ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ بِنَصْرِ اللّٰهِ (الروم: 2 تا 6) ترجمہ یہ ہے الٓمّٓ کہ اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ۔ یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اہلِ روم مغلوب کیے گئے۔ قریب کی زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر ضرور غالب آ جائیں گے۔ تین سے نو سال کے عرصہ تک۔ حکم اللہ ہی کا چلتا ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن مومن بھی اپنی فتوحات سے بہت خوش ہوں گے جو اللہ کی نصرت سے ہو گی۔ اور شعبی کہتے ہیں کہ اس

وقت شرط لگانا حلال تھا۔ (ماخوذ از عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، جلد 7، صفحہ 46، کتاب الاستسقاء حدیث : 1007 داراحیاء التراث العربی 2003ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں لکھا ہے کہ اسلام سے قبل اور اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تمام متمدن دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ وسیع سلطنتیں دو تھیں۔ سلطنتِ فارس اور سلطنتِ روم اور یہ دونوں سلطنتیں عرب کے قریب واقع تھیں۔ سلطنتِ فارس عرب کے شمال مشرق میں تھی اور سلطنتِ روم شمال مغرب میں۔ چونکہ ان سلطنتوں کی سرحدیں ملتی تھیں اس لیے بعض اوقات ان کا آپس میں جنگ وجدل بھی ہوجاتا تھا۔ اس زمانہ میں بھی جس کا ذکر آتا ہے یہ سلطنتیں برسرِ پیکار تھیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب پیشگوئی ہوئی اور سلطنتِ فارس نے سلطنتِ روم کو زیر کیا ہوا تھا اور اس کے کئی قیمتی علاقے چھین لیے تھے اور اسے برابر دباتی چلی جاتی تھی۔ قریش بت پرست تھے اور فارس کا بھی قریباً قریباً یہی مذہب تھا۔ اس لیے قریشِ مکہ فارس کی ان فتوحات پر بہت خوش تھے۔ مگر مسلمانوں کی سلطنتِ روم سے ہمدردی تھی کیونکہ رومی سلطنت عیسائی تھی اور عیسائی بوجہ اہلِ کتاب ہونے اور حضرت مسیح ناصریؑ سے نسبت رکھنے کے بت پرست اور مجوسی اقوام کی نسبت مسلمانوں کے بہت قریب تھے۔ ایسے حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی فرمائی کہ اِس وقت روم فارس سے مغلوب ہورہا ہے مگر چند سال کے عرصے میں وہ فارس پر غالب آجائے گا اور اس دن مومن خوش ہوں گے۔ یہ پیشگوئی سن کر مسلمانوں نے جن میں حضرت ابوبکرؓ کا نام خاص طور پر مذکور ہوا ہے مکہ میں عام اعلان کرنا شروع کیا کہ ہمارے خدا نے یہ بتایا ہے کہ عنقریب روم فارس پر غالب آئے گا۔ قریش نے جواب دیا کہ اگر یہ پیشگوئی سچی ہے تو آؤ شرط لگالو۔ چونکہ اس وقت تک اسلام میں شرط لگانا ممنوع نہیں ہوا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے منظور کرلیا اور رؤسائے قریش اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان چند اونٹوں کی ہار جیت پر شرط قرار پا گئی اور چھ سال کی معیاد مقرر ہوگئی مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے فرمایا۔ چھ سال کی میعاد مقرر کرنا غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو میعاد کے متعلق بِضْعِ سِنِيْنَ کے الفاظ فرمائے ہیں جو عربی محاورہ کی رو سے تین سے لے کے نو تک کیلئے بولے جاتے ہیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ہی مقیم تھے اور ہجرت نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد مقررہ میعاد کے اندر اندر ہی جنگ نے اچانک پلٹا کھایا اور روم نے فارس کو زیر کرکے تھوڑے عرصہ میں ہی اپنا تمام علاقہ واپس چھین لیا۔ یہ ہجرت کے بعد کی بات ہے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم، اے صفحہ 216-217) جس کے بعد پھر رومیوں کی فتح ہوگئی تھی۔

اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’آپؐ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ عرب میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایرانیوں نے رومیوں کو شکست دے دی ہے اِس پر مکہ والے بہت خوش ہوئے کہ ہم بھی مشرک ہیں اور ایرانی بھی مشرک۔ ایرانیوں کا رومیوں کو شکست دے دینا ایک نیک شگون ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مکہ والے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب آجائیں گے۔‘‘ یہ شگون انہوں نے نکالا ’’مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے بتایا کہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ۔ رومی حکومت کو شام کے علاقہ میں بے شک شکست ہوئی ہے لیکن اِس شکست کو تم قطعی نہ سمجھو۔ مغلوب ہونے کے بعد رومی پھر 9 سال کے اندر غالب آجائیں گے۔ اِس پیشگوئی کے شائع ہونے پر مکہ والوں نے بڑے بڑے قہقہے لگائے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بعض کفار نے سو سو اونٹ کی شرط باندھی کہ اگر اتنی شکست کھانے کے بعد بھی روم ترقی کرجائے تو ہم تمہیں سو اونٹ دیں گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو تم ہمیں سو اونٹ دینا۔ بظاہر اِس پیشگوئی کے پورا ہونے کا امکان دور سے دور تر ہوتا چلا جارہا تھا۔ شام کی شکست کے بعد رومی لشکر متواتر کئی شکستیں کھا کر پیچھے ہٹتا گیا یہاں تک کہ ایرانی فوجیں بحیرہ مارمورا (Marmara Sea)...... کے کناروں تک پہنچ گئیں۔ قسطنطنیہ اپنی ایشیائی حکومتوں سے بالکل منقطع ہوگیا اور روم کی زبردست حکومت ایک ریاست بن کر رہ گئی مگر خدا کا کلام پورا ہونا تھا اور پورا ہوا۔ انتہائی مایوسی کی حالت میں روم کے بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سمیت آخری حملہ کیلئے قسطنطنیہ سے خروج کیا اور ایشیائی ساحل پر اتر کر ایرانیوں سے ایک فیصلہ کن جنگ کی طرح ڈالی۔ رومی سپاہی باوجود تعداد اور سامان میں کم ہونے کے قرآن کریم کی پیشگوئی کے مطابق ایرانیوں پر غالب آئے۔ ایرانی لشکر ایسا بھاگا کہ ایران کی سرحدوں سے ورے اس کا قدم کہیں بھی نہ ٹھہرا اور پھر دوبارہ رومی حکومت کے افریقی اور ایشیائی مفتوحہ ممالک اس کے قبضہ میں آگئے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 445)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے شرط لگائی اور قرآن شریف کی وہ پیشگوئی مدار شرط رکھی کہ الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۔ (الروم: 2 تا 5) اور تین برس کا عرصہ ٹھہرایا تو آپؐ پیشگوئی کی صورت کو دیکھ کر فی الفور دور اندیشی کو کام میں لائے اور شرط کی کسی قدر ترمیم کرنے کیلئے ابوبکر صدیق کو حکم فرمایا اور فرمایا کہ بِضْعِ سِنِيْنَ کا لفظ مجمل ہے اور اکثر نو برس تک اطلاق پاتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 310-311)

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبائل کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرنا یعنی اپنا دعویٰ پیش کرنا اور حضرت ابوبکرؓ کا آپ کے ساتھ ساتھ ہونا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کرنے اور اپنے نبی کو عزت و اکرام عطا فرمانے اور اپنے وعدے کو پورا کرنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ایام میں باہر نکلے اور انصار کے قبائل اوس اور خزرج سے ملاقات کی۔ آپؐ نے حج کے ایام میں اپنے آپ کو پیش کیا جیسا کہ آپؐ ہر سال حج کے ایام میں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں مذکور ہے۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب کے سامنے پیش کریں تو میں اور حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ کی طرف نکلے یہاں تک کہ ہم عربوں کی ایک مجلس کے پاس پہنچے۔ حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور آپؓ حسب ونسب میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے پوچھا آپ لوگ کس قوم سے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ربیعہ قبیلہ سے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا ربیعہ کی کس شاخ سے؟ انہوں نے کہا ذُہل سے۔ پھر حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اوس اور خزرج کی مجلس میں گئے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا نام دیا تھا کیونکہ انہوں نے آپ کو پناہ اور مدد دینا قبول کیا تھا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم نہیں اٹھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلی۔

(شرح الزرقانی، جلد 2، صفحہ 72 تا 74، ذکر عرض المصطفیٰ نفسہ علی القبائل...... دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

ایک اَور روایت میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو عرب قبائل کے سامنے پیش کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غرض سے نکلے۔ میں اور حضرت ابوبکرؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک مجلس میں پہنچے جس میں سکینت اور وقار تھا۔ وہ لوگ بلند مقدرت والے اور ذی وجاہت تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا تم لوگ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنوشَیْبَان بن ثَعْلَبَہ سے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ان کی قوم میں اس سے بڑھ کر کوئی اَور معزز نہیں۔ ان لوگوں میں مفروق بن عمرو، مُثَنّٰی بن حارثہ، ہَانِی بن قَبِیْصَہ اور نُعمان بن شریک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی کہ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الانعام: 152) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تُو کہہ دے۔ آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کردیا یعنی یہ کہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور لازم کردیا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان سے پیش آؤ اور رزق کی تنگی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور تم بے حیائیوں کے جوان میں ظاہر ہوں اور جو اندر چھپی ہوئی ہوں دونوں کے قریب نہ پھٹکو اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ یہی ہے جس کی وہ تمہیں تاکید کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

اس پر مفروق نے کہا کہ یہ کلام زمین والوں کا نہیں۔ اگر یہ ان کا کلام ہوتا تو ہم ضرور جان لیتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل: 91) یعنی یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

یہ کلام سننے کے بعد مفروق نے کہا۔ اے قریشی بھائی! اللہ کی قسم! آپؐ نے اعلیٰ اخلاق اور اچھے کاموں کی طرف بلایا ہے۔ یقیناً ایسی قوم سخت جھوٹی ہے جس نے آپؐ کی تکذیب کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی۔ مُثَنّٰی نے کہا ہم نے آپؐ کی بات سنی اے میرے قریشی بھائی! آپؐ نے بہترین گفتگو کی اور جو باتیں آپ نے کہیں انہوں نے مجھے متعجب کیا لیکن ہمارا کسریٰ کے ساتھ ایک معاہدہ ہے کہ نہ ہم کوئی نیا کام کریں گے اور نہ کوئی نیا کام کرنے والے کو پناہ دیں گے اور غالباً جس چیز کی طرف آپؐ ہمیں بلا رہے ہیں یہ ان میں سے ہے جسے بادشاہ بھی ناپسند کرتے ہیں۔ اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ عرب کے قرب وجوار کے لوگوں کے مقابلہ میں ہم آپؐ کی مدد کریں اور آپؐ کی حفاظت کریں تو ہم ایسا کریں گے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تمہارے جواب میں کوئی برائی نہیں کیونکہ تم لوگوں نے وضاحت کے ساتھ سچائی کا اظہار کردیا۔

اللہ کے دین پر وہی قائم رہ سکتا ہے جس کو اللہ نے ہر طرف سے گھیرے میں لیا ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور اٹھ کر روانہ ہوگئے۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، جزء 4، صفحہ 309-310 روایت نمبر 6382، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر تھوڑی سی مدت میں اللہ تعالیٰ تمہیں ان یعنی کسریٰ کی سرزمین اور ملک کا وارث بنادے اور ان کی خواتین تمہارے قبضہ میں آجائیں تو کیا تم اللہ کی تسبیح وتقدیس کروگے؟ یہ سن کر اس نے کہا کہ الٰہی! ہم تیار ہیں یعنی قسم کھائی۔ خدا کی قدرت دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات حرف بہ حرف پوری ہوئی اور وہی مثنّٰی جو اس وقت کسریٰ کی طاقت سے اتنا مرعوب تھا کہ اس کی ناراضگی کے ڈر سے اسلام قبول کرنے سے ہچکچا رہا تھا کچھ ہی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں اسی کسریٰ سے مقابلہ کرنے والی اسلامی فوج کے سپہ سالار یہی مثنّٰی بن حارثہ ہی تھے جنہوں نے کسریٰ کی کمر توڑ کے رکھ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے مصداق بنے۔ (ماخوذ از سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے، اردو ترجمہ صفحہ 82، 84)

اسی طرح ایک حج کے موقع کی روایت یوں ہے کہ جب قبیلہ بَکْر بن وَائِل حج کے لیے مکہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جائیں اور مجھے ان کے سامنے پیش کریں یعنی تبلیغ کریں، آپؐ کا دعویٰ پیش کریں۔ حضرت ابوبکرؓ ان لوگوں کے پاس گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی تبلیغ کی۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 7، باب عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفسہ علی القبائل...... دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

باقی ان شاء اللہ آئندہ ذکر ہوگا۔

آج مَیں افغانستان کے احمدیوں کیلئے دعا کیلئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ بہت تکلیف سے گزر رہے ہیں۔ بعض گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں۔ عورتیں، بچے بڑے اپنے گھروں میں پریشان ہیں۔ جو مرد باہر ہیں، گرفتار نہیں ہوئے وہ بھی بے گھر ہوئے ہوئے ہیں کیونکہ خطرہ ہے کہ گرفتاریاں نہ ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے اور ان کو اس مشکل سے نکالے۔

پھر پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں وہاں بھی عمومی طور پر حالات خراب ہی ہوتے ہیں۔ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی واقعہ ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ احمدیوں کو تکلیفیں دے رہے ہیں۔

اسی طرح مجموعی طور پر بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر شر کو ختم کرے اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے کی حقیقت کو پہچان لے۔

اس کے بعد میں بعض مرحومین کا ذکر کروں گا۔ جن کا بعد میں جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر ہے الحاج عبدالرحمٰن عینن (Ennin) صاحب کا۔ یہ گھانین تھے۔ گھانا کے سابق سیکرٹری امور عامہ اور افسر جلسہ سالانہ تھے۔ اکیاسی (81) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ دونوں والدین ان کے احمدی تھے۔ ان کے والدین نے احمدیت قبول کی تھی۔ اعلیٰ تعلیم انہوں نے مصر سے حاصل کی اور پھر وہاں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا اور یہاں گھانا میں آکر مختلف بڑی کمپنیوں میں مینیجر کی حیثیت سے کام کیا۔ پھر آپ نے نائیجیریا میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ پھر انہوں نے خود اپنی کمپنی کھول لی جس کے یہ مینیجنگ ڈائریکٹر تھے۔ بڑے نیک، مخلص انسان تھے۔ جماعت کی مثالی خدمت کی توفیق انہیں ملتی رہی۔ ساری زندگی جماعتی مفاد اور کام کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دی۔ مختلف عہدوں پر فائز رہ کر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ہمیشہ امیر جماعت کی اطاعت اور ہر آواز پر لبیک کہنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اکثر اوقات صبح پہلے وقت میں مشن آکر امیر صاحب سے ملتے اور معلوم کرتے۔ اگر کوئی جماعتی کام ہوتو پہلے نپٹاتے اور پھر اپنے کام کے لیے جاتے۔ یہ گریٹر اکرا ریجن (Greater Accra Region) کے بڑا لمبا عرصہ صدر رہے ہیں۔ پھر نواسی (89ء) سے لے کر اٹھانوے (98ء) تک مجلس انصاراللہ کے صدر رہے۔ پھر سیکرٹری امور عامہ انہوں نے بڑا لمبا عرصہ کام کیا۔ پھر افسر جلسہ سالانہ کے طور پر ان کو کام کی توفیق ملی اور وفات کے وقت نیشنل ٹرسٹی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔

ہر کسی کی مدد کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ بہت سخی تھے۔ ہمدردی صرف اپنی فیملی تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کی سخاوت عزیز و اقارب، رشتہ داروں کے علاوہ افراد جماعت اور بلا تفریق مذہب محلے کے افراد تک پھیلی ہوئی تھی۔ جماعت کے وفادار اور خلافت کے جاں نثار سپاہی تھے۔ ہمیشہ جماعتی مفاد کو ہر دوسری چیز پر فوقیت دی اور کبھی کسی مخالفت کی کوئی پروا نہیں کی۔ تہجد گزار تھے۔ بڑی باقاعدگی سے تہجد پڑھنے والے تھے اور سفر حضر میں ہر جگہ اس کی پابندی کرتے تھے۔ موصی تھے اور ان میں چندوں میں بڑی باقاعدگی تھی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

گھانا کے مربی حافظ مبشر احمد لکھتے ہیں کہ ان میں بہت فراست تھی۔ بڑی مختصر اور منطقی بات کرتے تھے اور فوراً معاملے کی تہ تک پہنچ جاتے تھے۔ بورڈ کی میٹنگ کے دوران ایک دفعہ کہتے ہیں ہر کوئی اپنی رائے دے رہا تھا۔ ایک معاملہ تھا جس کو طول دیا جا رہا تھا۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب ان کی باری آئی تو انہوں نے کہا کہ اس بارے میں خلیفہ وقت کی طرف سے ایک فیصلہ آ گیا ہے اس لیے ہمیں بحث کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب خلیفہ وقت کی طرف سے فیصلہ آ جائے تو پھر کوئی رائے نہیں دینی چاہیے بلکہ ہمیں اس پر من و عن عمل کرنا چاہیے۔ اس قسم کے مخلصین اللہ تعالیٰ نے دور دراز علاقوں میں بھی عطا فرمائے ہوئے ہیں۔

پھر اگلا ذکر ہے اذیاب علی محمد الجَبَالِی صاحب کا جو گذشتہ دنوں فوت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یہ اردن کی جماعت کے تھے۔ صدر صاحب اردن جماعت لکھتے ہیں کہ انہوں نے 2010ء میں بیعت کی تھی۔ اپنے علاقے میں اکیلے احمدی تھے اور یہاں کے رسم و رواج کے مطابق کیونکہ خاوند کے ساتھ اس کی اہلیہ بھی اسی دین پہ آ جاتی ہیں اس لیے وہ بھی احمدی ہوگئیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت اور خلافت پر مرحوم کا ایمان پہاڑوں کی طرح مضبوط تھا۔ قبولِ احمدیت کی وجہ سے خاندان اور دیگر مخالفین کی مخالفت کے باوجود مرحوم استقامت کا ایک نمونہ تھے۔ احمدیت اور خلافت کے لیے بڑی غیرت رکھتے تھے اور بڑی قوت سے دفاع کرتے تھے۔ مرحوم کو علم سیکھنے اور تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ بسا اوقات رات گئے فون کر کے مسائل کے بارے میں پوچھتے تھے۔ اس طرح ان کے گھر پر مخالفین اور رشتہ داروں کے ساتھ کئی تبلیغی نشستیں منعقد ہوئیں۔ مرحوم شوگر کے مریض تھے اور بڑی زیادہ تکلیف میں تھے اور اس وجہ سے اصل میں تو یہ بیماری ہی جان لیوا تھی۔ ان کے بعض رشتہ دار انہیں اس بیماری میں کہتے تھے کہ تمہارا یہ حال احمدیت کی وجہ سے ہوا ہے۔ تم احمدیت چھوڑ دو تو ہم قیامت کے روز تمہارے حق میں گواہی دیں گے۔ اس پر یہ بڑے جوش سے دعا کرتے ہوئے کہتے کہ اے خدا! مجھے احمدی مسلمان ہونے کی حالت میں ہی وفات دینا۔

اگلا ذکر ہے مکرم دین محمد شاہد صاحب کا جو ریٹائرڈ مربی تھے آج کل کینیڈا میں تھے۔ بانوے (92) سال کی عمر میں ان کی گذشتہ دنوں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے 1938ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ 1940ء میں ان کے والد ان کو اپنے ہمراہ جلسہ قادیان میں لے کے گئے جہاں آپ کے والد صاحب نے قادیان کے تعلیمی ماحول اور دینی ماحول سے متاثر ہو کر اور ان کا بھی پڑھنے لکھنے کا جو شوق تھا اس کو دیکھتے ہوئے قادیان میں ہی ان کو گیارہ سال کی عمر میں حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ نگرانی چھوڑا اور پھر وہیں انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ 1953ء میں انہوں نے جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان کے مختلف شہروں میں مربی کے طور پر کام کیا۔ تین چار سال جزائر فجی میں بطور مشنری انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں لمبا عرصہ بطور پریس سیکرٹری بھی خدمت کی توفیق ملی۔ انہوں نے چار کتب تصنیف کرنے کے علاوہ متعدد علمی مضامین لکھنے کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا انہیں بڑا جنون تھا۔ نت نئے طریقے اختیار کرتے رہتے تھے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا ذکر ہے مکرم میاں رفیق احمد صاحب کا جو کارکن دفتر جلسہ سالانہ تھے ستاسی (87) سال کی عمر میں گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد کا نام میاں بشیر احمد صاحب مرحوم تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے ہی وہ قادیان سے ہجرت کر کے کوئٹہ آ گئے تھے جہاں ان کے والد کو بطور امیر جماعت کوئٹہ خدمت کی توفیق ملی۔ میاں رفیق صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا۔ 1960ء میں میاں رفیق صاحب نے انجینئرنگ کالج لاہور سے مکینیکل انجینئرنگ میں بی ایس سی کیا۔ اس کے بعد پھر یہ مختلف محکموں میں کام کرتے رہے۔ پھر تنزانیہ چلے گئے۔ تقریباً دس سال کا عرصہ تنزانیہ میں گزارا۔ پھر کچھ عرصہ وہاں کسی کمپنی میں کام کے علاوہ پڑھاتے بھی رہے۔ تنزانیہ میں بھی انہیں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1986ء میں انہوں نے وقفِ عارضی کے طور پر جلسہ سالانہ کے دفتر میں خدمات بجالانا شروع کیں اور پھر 1987ء میں باقاعدہ دفتر جلسہ سالانہ میں کارکن کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ پھر 1989ء میں (eighty nine میں) زندگی وقف کر کے دفتر جلسہ سالانہ ربوہ کے ٹیکنیکل شعبہ میں بطور ناظم ٹیکنیکل امور خدمات بجالانا شروع کیں اور تادم آخر اسی خدمت پر مامور رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کا رشتہ کروایا تھا اور مولانا ابوالعطاء صاحب نے ان کا نکاح پڑھایا تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔

ان کے بیٹے کہتے ہیں اگر سلسلہ کے بارے میں کبھی کسی جگہ کوئی غلط بات کی جاتی تو فوراً روک دیتے اور منع کرتے۔ خلافت سے آپ کو بیحد پیار تھا۔ ایک دفعہ گھر کے کسی فرد نے یا گھر میں مہمانوں نے ذکر کیا کہ آپ کو جماعت کی طرف سے جو کوارٹر ملا ہے بہت چھوٹا ہے۔ اگر آپ کہیں تو آپ کو بڑا مل سکتا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے اگر جماعت ٹینٹ میں بھی رکھے گی تو مَیں رہنے کو تیار ہوں۔ میں کوئی مطالبہ نہیں کروں گا۔ پھر ان کے بیٹے نے لکھا کہ والد صاحب کی وفات کے بعد ان کی یہ خوبی ہمارے علم میں آئی کہ بعض غریبوں کی پوشیدہ طور پر مدد کیا کرتے تھے۔ ان کے چھوٹے بیٹے کہتے ہیں کہ تہجد گزار تھے۔ قرآن کریم سے محبت رکھنے والے تھے۔ نرم دل، پیار بھرا لہجہ، ایماندار، سچائی اور بے شمار اعلیٰ خصوصیات کے حامل تھے۔ والد صاحب میں خلیفۂ وقت کی اطاعت اور خلافت سے وفا اور وقف نبھانے کا غیر معمولی جذبہ پایا جاتا تھا۔

یہ مَیں نے بھی ان میں دیکھا ہے کہ انتہائی شریف النفس انسان، بڑی عاجزی سے ہر کام کرنے والے اور وفا کے ساتھ اپنا بیعت کا حق ادا کرنے والے تھے۔

اسی طرح ان کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ جماعت کا پیسہ کس طرح بچایا جائے اور کس طرح کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ انہوں نے بعض روٹی پکانے کی مشینیں بھی ڈیزائن کیں اور ان کے لیے ربوہ میں کافی کام کیا ہے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ تکلیف یا پریشانی کے وقت میں نے ہمیشہ ان میں صبر اور حوصلہ دیکھا ہے۔ اکثر دفعہ پریشانی یا تکلیف کے وقت قرآن کریم پڑھتے دیکھا۔ بیماری کے وقت اور وفات سے قبل بھی انہوں نے ذرا بھی تکلیف کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ہر کام بڑی ایمانداری اور جذبے سے کرتے تھے۔ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔

اگلا ذکر مکرمہ قانتہ ظفر صاحبہ کا ہے جو مکرم احسان اللہ ظفر صاحب سابق امیر جماعت امریکہ کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں کار کے حادثے میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1941ء کی ان کی پیدائش تھی۔ چودھری اعظم علی صاحب ریٹائرڈ سیشن جج ان کے والد تھے۔ ان کے نانا چودھری فقیر محمد صاحب تھے جن کو پارٹیشن کے فوراً بعد بطور ناظر امورِ عامہ خدمت کی توفیق ملی۔ بہت خوبیوں کی مالک اور خوش مزاج خاتون تھیں۔ خلافت سے ہمیشہ وفا کا تعلق رکھا اور اس کا انہوں نے بہت اظہار بھی کیا۔ مرحومہ کو قرآن مجید سے بہت عشق تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت عقیدت تھی۔ اپنے بچوں میں بھی یہی عشق اور عقیدت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں بھی شامل ہیں۔ ان کا ایک جوان بیٹا بھی تھا جو ایکسیڈنٹ میں کئی سال ہو گئے فوت ہو گیا اور بڑے صبر سے انہوں نے یہ صدمہ برداشت کیا۔

انعام الحق کوثر صاحب آسٹریلیا کے مربی لکھتے ہیں کہ جب یہ امریکہ میں تھے تو کہتے ہیں قرآن کریم کی کلاسیں لگتی تھیں۔ ان میں باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں اور بڑی دور کا فاصلہ طے کر کے آیا کرتی تھیں۔ یہ پی ایچ ڈی ڈاکٹر تھیں مگر طبیعت انتہائی سادہ تھی۔ کسی قسم کا کوئی فخر یا دکھاوا کا پہلو نہیں تھا۔ غریبوں اور حاجت مندوں کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔ مبلغین سے ایک مہربان ماں جیسا سلوک تھا اور بہت عزت اور احترام سے پیش آتیں اور بڑی عاجزی سے سارے کام کرتیں۔ لجنہ کو اکثر کہا کرتی تھیں کہ جوتے رکھنے کی جو جگہ ہے وہاں جوتے رکھو اور اگر کوئی نہیں رکھتا تھا تو خود اٹھا اٹھا کر یہ کام بھی کر لیا کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ بھی مسجد کی صفائی وغیرہ کا کام بڑی عاجزی سے کیا کرتی تھیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر یا دکھاوا بالکل نہیں تھا۔ بہت سادہ لباس پہنتیں۔ بہت عمدہ طریق سے پیش آتیں۔ کسی سے کوئی ناراضگی نہیں تھی۔ ہر ایک سے بہت عمدہ طریق سے پیش آتی تھیں۔ خلافت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک پر لبیک کہتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی نسلوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص اپنے اندر تفقہ فی الدین پیدا کرتا ہے اللہ تعالی اسکے تمام کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے اور اس کیلئے ایسی ایسی جگہ سے رزق کے سامان مہیا کرتا ہے، جسکا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

(ابن ماجہ، باب فضل العلماء و الحث علیٰ طلب العلم)

طالبِ دُعا: مجلس انصاراللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ یقیناً ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے میری امت کی آزمائش مال میں ہے۔

☆ دولت مند وہ نہیں جس کے پاس زیادہ مال ہو بلکہ دولت مند وہ ہے جو دل کا غنی ہو۔

(ترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب مَا جَاءَ أَنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

خطبہ جمعہ

بخدا اے مکہ! تُو اللہ کی زمین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تُو اللہ کی زمین میں سے اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر تیرے باشندے مجھے زبردستی نہ نکالتے تو مَیں کبھی بھی نہ نکلتا (الحدیث)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے بے ساختہ عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ کی رفاقت؟ یعنی میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24؍دسمبر 2021ء بمطابق 24؍فتح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ تھے۔ حضرت عباسؓ جو کہ اس تقریب اور میٹنگ کے گویا منتظمِ اعلیٰ تھے انہوں نے حضرت علیؓ کو ایک گھاٹی پر بطور پہرے دار کھڑا کیا اور ایک دوسری گھاٹی پر حضرت ابوبکرؓ کو، انہوں نے پہرے اور حفاظت کیلئے کھڑا کیا تھا۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 21، باب عرض رسول اللہ ﷺ نفسہ علی القبائل...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ جب ہوئی ہے اس میں حضرت ابوبکر صدیق کی مصاحبت کا ذکر ہے۔

لکھا ہے کہ کفارِ مکہ کا مکہ میں مقیم مسلمانوں پر ظلم و ستم مسلسل بڑھتا جا رہا تھا کہ اسی دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواب دکھایا گیا جس میں دو مسلمانوں کو وہ جگہ دکھائی گئی جدھر آپؐ نے ہجرت کرنا تھی۔ وہ جگہ شور زمین والی کھجوروں میں گھری ہوئی تھی لیکن اس کا نام نہ دکھایا گیا تھا اور نہ بتایا گیا تھا۔ البتہ اس کا جغرافیہ اور نقشہ دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجتہاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ هَجَر یا یَمَامہ ہوگی جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ذکر ملتا ہے جس کے مطابق آپؐ نے فرمایا فَذَهَبَ وَهَلِي إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام روایت نمبر 3622) کہ میرا خیال اس طرف گیا کہ یہ جگہ یَمامہ یا هَجَر ہے مگر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو یثرب شہر ہے۔ یمامہ بھی یمن کا ایک مشہور شہر ہے۔

(فرہنگ سیرت، صفحہ 321، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اردو بازار کراچی 2003ء)

اور هَجَر نام کی متعدد بستیاں عرب خطے میں پائی جاتی تھیں۔ بحرین کا ایک شہر اور بحرین کا ایک حصہ بھی هَجَر کہلاتا تھا۔

(معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 452، زیر ’’ہجر‘‘ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال کچھ ہی عرصہ بعد حالات ایک رخ پر ہونے لگے اور مدینہ کے سعادت مند انصار نے اسلام قبول کرنا شروع کیا تو القائے ربانی سے آپؐ پر منکشف ہوا کہ وہ سرزمین تو یثرب کی سرزمین تھی جو بعد میں مدینہ کے نام سے مشہور ہونے والی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اجتہاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ’’وہ حدیث جس کے یہ الفاظ ہیں فَذَهَبَ وَهَلِي إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ۔ صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 472)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مظلوم اور ستم رسیدہ صحابہ اور مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت اور رہنمائی فرما دی جس پر مکہ کے مسلمانوں نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ دوسری طرف بیعتِ عقبہ ثانیہ کے بعد اس ہجرت میں بھی تیزی آ گئی اور گھروں کے گھر اور محلوں کے محلے خالی ہونے لگے۔ اس صورتحال نے مکہ کے ظالم سرداروں کو مزید اشتعال دلا دیا اور وہ غصہ سے تلملانے لگے جس پر انہوں نے ایک اَور قدم اٹھایا کہ ان مظلوموں کو ہجرت کرنے سے بھی روکا جانے لگا اور ظلم و ستم کے نت نئے طریقے نکالے جانے لگے۔

کبھی شوہر کو تو جانے دیا لیکن اس کی بیوی اور بچے کو اس سے چھین لیا گیا۔ کبھی کسی سے سرمایہ اور مال و دولت اس بہانے ہتھیا لی گئی کہ یہ تو تُو نے ہمارے شہر مکہ میں کمائی تھی۔ اگر یہاں سے جانا ہے تو یہ ساری دولت ہمیں دے کر جاؤ۔ کبھی ماں کی ممتا کا واسطہ دے کر روک لیا کہ اپنی ماں سے ملتے جاؤ اور پھر راستے میں ہی ان کو رسیوں سے باندھ کر کوٹھڑیوں میں ڈال دیا۔ (ماخوذ از سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 3، صفحہ 224 تا 227، جماع ابواب الھجرۃ الی المدینۃ...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

لیکن دولتِ ایمان سے مالا مال اور دین اسلام کی محبت میں سرشار صبر و شکر کرنے والے مومنوں کی جماعت دیوانہ وار مدینہ کی طرف مسلسل ہجرت کرتی چلی گئی۔ بہرحال مکہ کم و بیش ہر اس مسلمان سے خالی ہو گیا جو ہجرت کر سکتا تھا وہ ہجرت کر گیا۔ اب کچھ انتہائی کمزور اور بے بس مسلمان ہی پیچھے رہ گئے تھے جن کا ذکر قرآن کریم نے یوں کیا ہے کہ اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الۡوِلۡدَانِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ حِيۡلَةً وَّ لَا يَهۡتَدُوۡنَ سَبِيۡلًا (النساء: 99) سوائے ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کے جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا جن کو کوئی حیلہ میسر نہیں تھا اور نہ ہی وہ نکلنے کی کوئی راہ پاتے تھے۔

ان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مدینہ میں ہی اذنِ خداوندی کا انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت علیؓ بھی مکہ میں ہی تھے۔ البتہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہجرت کی اجازت طلب کرنے حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد ہوا کہ ٹھہر جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی اجازت دی جائے گی یا ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرو۔ ممکن ہے اللہ تمہارے لیے ایک ساتھی کا انتظام فرما دے۔

اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، کیا آپؐ کو بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی؟ گویا ہجرت کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا غم جاتا رہا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ نویدِ مسرت سن کر واپس لوٹ کر آئے اور ہجرت کا ارادہ ملتوی کر دیا البتہ انہوں نے حکیمانہ انداز میں دو اونٹنیاں خریدیں جنہیں خاص طور پر کھلا کھلا کر ہجرت کے انجانے سفر کے لیے تیار کرنے لگے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب الکفالۃ، باب جوار ابی بکر فی عہد النبی ﷺ و عقدہ، حدیث 2297) (الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق از صلابی، صفحہ 45، دار المعرفۃ بیروت 2006ء)

ان باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے ہجرت کی تیاری شروع کی۔ ایک کے بعد ایک خاندان مکہ سے غائب ہونا شروع ہوا۔ اب وہ لوگ بھی جو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کا انتظار کر رہے تھے دلیر ہو گئے۔ بعض دفعہ ایک ہی رات میں مکہ کی ایک پوری گلی کے مکانوں کو تالے لگ جاتے تھے اور صبح کے وقت جب شہر کے لوگ گلی کو خاموش پاتے تو دریافت کرنے پر انہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس گلی کے تمام رہنے والے مدینہ کو ہجرت کر گئے ہیں اور اسلام کے اس گہرے اثر کو دیکھ کر جو اندر ہی اندر مکہ کے لوگوں میں پھیل رہا تھا وہ حیران رہ جاتے تھے۔ آخر مکہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا صرف چند غلام، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مکہ میں رہ گئے۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 222)

پھر آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’کفارِ مکہ کو دوسرے لوگوں کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فطرتاً زیادہ بغض و عداوت تھی کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ آپؐ ہی کی تعلیم کی وجہ سے لوگوں میں شرک کی مخالفت پھیلتی جاتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ آپؐ کو قتل کر دیں تو باقی جماعت خود بخود پراگندہ ہو جائے گی۔ اس لئے بہ نسبت دوسروں کے وہ آنحضرت ﷺ کو زیادہ دکھ دیتے اور چاہتے کہ کسی طرح آپؐ اپنے دعاوی سے باز آ جائیں لیکن باوجود ان مشکلات کے آپؐ نے صحابہؓ کو تو ہجرت کا حکم دے دیا مگر خود ان دکھوں اور تکلیفوں کے باوجود مکہ سے ہجرت نہ کی کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اذن نہ ہوا تھا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ میں ہجرت کر جاؤں تو آپؐ نے جواب دیا عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي۔ آپ ابھی ٹھہریں امید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے۔‘‘

(سیرۃ النبی ﷺ، انوار العلوم، جلد 1، صفحہ 489)

دار الندوہ میں کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خفیہ مشورہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے۔

اسکے بارے میں لکھا ہے کہ رؤسائے مکہ اب اس بات پر سخت غصہ میں تھے اور پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ مسلمان ان کے ہاتھ سے بچ کر نکل گئے ہیں اس پر اب وہ دار الندوہ میں جمع ہوئے۔ علامہ ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ جب قریش نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گروہ اور کچھ اصحاب مل گئے ہیں جو نہ مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں اور نہ ہی ان کے علاقے کے ہیں۔ نیز قریش نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان لوگوں کی طرف ہجرت کر کے نکل رہے ہیں تو قریش نے جان لیا کہ وہ ایک امن کی جگہ پڑاؤ کر رہے ہیں اور انہیں ان لوگوں یعنی اہلِ مدینہ کی جانب سے مکمل تحفظ فراہم ہو گیا ہے تو انہیں خدشہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے ان کی طرف نہ چلے جائیں اور قریش نے جان لیا کہ وہ لوگ قریش سے جنگ کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے لیے دار الندوہ میں جمع ہوئے۔ یہ قُصَیّ بن کِلاب کا وہ گھر تھا کہ قریش کا جو بھی فیصلہ ہوتا تھا وہ اسی میں ہوتا تھا۔ جب بھی انہیں آپ کے بارے میں خدشہ محسوس ہوتا تو وہ لوگ یہاں مشورہ کے لیے آیا کرتے تھے۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ

نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ اس کے لیے جمع ہوئے اور انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ وہ دارالندوہ میں داخل ہوں گے تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشاورت کریں۔ جس روز کا انہوں نے عہد و پیمان کیا تھا اس دن وہ لوگ گئے اور وہ دن یَوْمُ الزَّحْمَہ کہلاتا ہے۔ ان کے سامنے ایک بوڑھے اور عمر رسیدہ شخص کی ہیئت میں ابلیس ظاہر ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا انسان تھا جو ابلیس صفت انسان تھا۔ بہرحال جس نے چادر اوڑھی ہوئی تھی اور دارالندوہ کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ لوگ اسے جانتے نہیں تھے۔ جب ان لوگوں نے اسے دروازے پر کھڑا دیکھا تو انہوں نے کہا یہ بوڑھا شخص کون ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں اہلِ نجد میں سے ایک بوڑھا شخص ہوں اور اس نے کہا کہ مَیں نے وہ بات سن لی ہے جس کا تم نے عہد و پیمان کیا تھا۔ پس تمہارے پاس میں اس لیے آیا ہوں کہ تا کہ سن لوں کہ تم لوگ کیا کہتے ہو۔ امید ہے کہ تمہیں اس سے کوئی نہ کوئی رائے یا بھلائی مل جائے گی۔ اس نے اپنے بارے میں کہا۔ ان لوگوں نے کہا ٹھیک ہے اندر آ جاؤ۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔ وہاں قریش کے سرداران کی ایک بڑی جماعت شریک تھی جن کے نمایاں ناموں میں عُتْبَہ بن رَبیعہ اور شَیْبَہ بن رَبیعہ، ابوسفیان بن حَرْب، طُعَیْمَہ بن عَدِی اور بھی بعض لوگ تھے۔ ابوجہل بن ہِشَام، حجاج کے دو بیٹے اور بہت سارے لوگ تھے۔ اس کے علاوہ کچھ سردار بھی تھے جن کا شمار قریش سے نہیں ہوتا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو تجاویز دینے کا وقت آیا تو ایک شخص نے تجویز پیش کی کہ اسے یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دو اور باہر سے دروازہ بند کرو۔ پھر اس پر اسی موت کے آنے کا انتظار کرو جو اس سے پہلے اس جیسے دو شعراء مثلاً زُہَیر اور نَابِغہ پر آ چکی ہے۔ اور دیگر شعراء پر جو پہلے گزر چکے ہیں۔ یعنی انجام کا انتظار کرو جس طرح اس سے پہلے دو شاعروں زُہیر اور نابغہ وغیرہ کا ہو چکا ہے یعنی موت ان کا خاتمہ کر دے تو جیسے ان کو موت آئی تھی آپ کے لیے بھی یہی plan کیا گیا۔ اس پر اس بوڑھے نجدی نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک یہ رائے تمہارے لیے مناسب نہیں ہے۔ واللہ! اگر تم لوگوں نے اسے قید کر دیا تو اس کی خبر بند دروازے سے باہر نکل کر اس کے ساتھیوں تک ضرور پہنچ جائے گی۔ پھر کچھ بعید نہیں کہ وہ لوگ تم پر دھاوا بول کر اس شخص کو تمہارے قبضہ سے نکال لے جائیں۔ پھر اس کی مدد سے اپنی تعداد بڑھا کر تمہیں مغلوب کر لیں۔ لہٰذا کوئی اَور تجویز سوچو۔ اس پر ایک شخص نے یہ تجویز دی کہ ہم اس شخص کو اپنے درمیان سے نکال دیں اور اپنے شہر سے جلاوطن کر دیں پھر ہمیں اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ وہ کہاں جاتا ہے اور کہاں رہتا ہے۔ جب وہ ہم سے غائب ہو جائے گا اور ہم اس سے فارغ ہو جائیں گے تو ہمارا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا اور ہم پہلے جیسی حالت میں رہنے لگیں گے۔ اس پر بوڑھے نجدی نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! یہ رائے بھی ٹھیک نہیں۔ تم دیکھتے نہیں کہ اس شخص کی بات کتنی عمدہ اور بول کتنے میٹھے ہیں اور جو کچھ لاتا ہے اس کے ذریعہ کس طرح لوگوں کے دلوں کو مغلوب کر لیتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے ایسا کیا تو تم لوگ امن میں نہیں رہو گے کہ وہ عرب کے کسی قبیلہ میں اترے اور اپنی باتوں سے ان پر غلبہ حاصل کر لے اور وہ لوگ اس کی پیروی کرنے لگیں۔ پھر ان کے ساتھ مل کر تمہاری طرف پیش قدمی کریں اور تمہیں تمہارے ہی شہر میں روند ڈالیں اور تمہارے معاملات تمہارے ہاتھوں سے لے لیں اور پھر جیسا چاہے تم سے سلوک کریں۔ لہٰذا اس کے علاوہ کوئی اَور تجویز سوچو۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ قریش کے ہر قبیلے سے ایک ایک نوعمر، مضبوط اور حسب و نسب والا جوان چنا جائے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں تیز کاٹنے والی تلوار دے دی جائے پھر وہ لوگ اس یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قصد کریں اور ایک شخص کے حملہ کرنے کی طرح اس پر حملہ کیا جائے اور وہ اسے قتل کر دیں۔ یوں ہمیں اس شخص سے راحت مل جائے گی۔ اس طرح قتل کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس شخص کا خون سارے قبائل میں منقسم ہو جائے گا اور بَنُو عَبدِ مَنَاف سارے قبیلوں سے جنگ نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم دیت ادا کر دیں گے۔ اس پر بوڑھے نجدی نے کہا۔ رائے ہے تو بس اس شخص کی، باقی سب فضول باتیں ہیں۔ غرض اس رائے پر سب اتفاق کرتے ہوئے چلے گئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 340 تا 342، ذکر ھجرۃ الرسول، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ساری صورت حال سے آگاہ فرما دیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے: وَاِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ ؕ وَ یَمۡکُرُوۡنَ وَ یَمۡکُرُ اللّٰہُ ؕ وَ اللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ (الانفال: 31) اور یاد کرو جب وہ لوگ جو کافر ہوئے تیرے متعلق سازشیں کر رہے تھے تا کہ تجھے ایک ہی جگہ پابند کر دیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے وطن سے نکال دیں اور وہ مکر میں مصروف تھے اور اللہ بھی ان کے مکر کا توڑ کر رہا تھا اور اللہ مکر کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے اور ساتھ ہی جبریل کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 3، صفحہ 232، فی سبب ہجرۃ النبی ﷺ ...... دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کفارِ مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جل شانہ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بدارادے کی خبر دے دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی۔ بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 64 حاشیہ)

ہجرت کی اجازت ملنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری احتیاط کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے گھر عین دوپہر کے وقت یعنی اس وقت تشریف لے گئے کہ جس وقت میں مکہ کے باشندے عموماً اپنے گھروں میں ہی رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی طرف آنا جانا نہیں ہوتا اور مزید احتیاط یہ بھی کی کہ شدید گرمی جو تھی چنانچہ اپنا چہرہ اور سر وغیرہ بھی کپڑے سے ڈھانپے رکھا۔ جب آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے قریب پہنچے تو کسی نے بتایا اور طبرانی اور فتح الباری کی روایت کے مطابق حضرت اسماء نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، اللہ کی قسم! نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اس گھڑی میں ہمارے پاس تشریف لائے ہیں اس کی وجہ کوئی خاص بات ہے جو پیش آئی ہے اور ساتھ ہی حضرت ابوبکرؓ گھبرا کر تیزی سے فدایانہ انداز میں باہر نکلے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو کمرے میں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تمہارے پاس جو لوگ ہیں ان کو باہر بھیج دو جس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ حضور صرف یہی میری دو بیٹیاں اس وقت یہاں ہیں، اَور کوئی نہیں ہے یا ایک روایت کے مطابق عرض کیا یا رسول اللہؐ! صرف آپؐ کے گھر کے لوگ ہی یہاں ہیں اور کوئی نہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے بے ساختہ عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ کی رفاقت؟ یعنی میں بھی آپؐ کے ساتھ ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع، بَابُ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً، فَوَضَعَهُ عِنْدَ البَائِعِ ...... روایت نمبر 2138) (صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ، روایت نمبر 3905) (فتح الباری بشرح صحیح البخاری، جلد 7، صفحہ 277، دارالریان للتراث القاھرۃ 1986ء)

اس پر حضرت ابوبکرؓ خوشی سے رو پڑے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اس دن پہلی بار مجھے معلوم ہوا کہ خوشی سے بھی کوئی روتا ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 343، ذکر ہجرۃ الرسول، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

اسکے بعد وہاں ہجرت کی ساری منصوبہ بندی اور لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اسی غرض کیلئے میں نے دو اونٹنیاں خریدی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک آپؐ لے لیں۔ آپؐ نے فرمایا قیمت دے کر لوں گا اور آپؐ نے جب قیمت دینے پر اصرار کیا تو حضرت ابوبکرؓ کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ دو اونٹنیاں حضرت ابوبکرؓ نے آٹھ سو درہم میں خریدی تھیں اور چار سو درہم میں ایک اونٹنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدی یا ایک روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اونٹنی آٹھ سو درہم میں خریدی تھی۔

(صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ، روایت نمبر 3905)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 1، صفحہ 382، ذکر ابل رسول اللہ ﷺ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)
(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنی، جزء 2، صفحہ 105، 106، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

پھر یہ طے کیا گیا کہ پہلی منزل غارِ ثور ہو گی اور تین دن وہیں قیام کرنا ہو گا اور یہ بھی طے ہوا کہ کسی ایسے ماہر کو لیا جائے جو مکہ کے چاروں طرف کے تمام معروف اور غیر معروف صحرائی راستوں سے واقف ہو۔ اس کے لیے عبداللہ بن اُرَیقِط سے بات ہوئی۔ یہ اگرچہ مشرک تھا لیکن شریف النفس اور ذمہ دار اور دیانت دار شخص تھا۔ سیرت نگار اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں ہوا تھا تاہم ایک روایت کے مطابق اس نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ بہرحال اس کے حوالے تین اونٹنیاں کی گئیں اور طے کیا گیا کہ وہ ٹھیک تین دن بعد غارِ ثور پر علی الصبح چلا آئے۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ جو ایک ہوشیار نوجوان تھے ان کے سپرد یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ روزانہ مکہ کی مجالس میں گھوم پھر کر جائزہ لیں گے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے اور پھر رات کو وہ غارِ ثور پہنچ کر ساری رپورٹیں کریں گے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ایک دانا اور ذمہ دار غلام عامر بن فُہَیرہ کے سپرد یہ ڈیوٹی ہوئی کہ وہ اپنی بکریاں غارِ ثور کے گرد ہی چرائے گا اور رات کے وقت وہ دودھ دینے والی بکریوں کا تازہ دودھ فراہم کرے گا اور پھر مکہ سے نکلنے کا وقت طے کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔ (ماخوذ تاریخ الخمیس، جلد 2، صفحہ 7، ذکر خروجہ ﷺ مع ابی بکر من مکۃ ...... مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء) (الرحیق المختوم از صفی الرحمٰن المبارکفوری، صفحہ 165، مطبوعہ دارالغد الجدید 2018ء) (شرح الزرقانی، جلد 2، صفحہ 129، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

یہاں آ کر آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے ہجرت کے پروگرام سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے سپرد ایک جاں نثارانہ کام یہ کیا کہ آج رات وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر وہی سبز یا ایک روایت کے مطابق سرخ رنگ کی حضرمی چادر اوڑھ کر سوئیں گے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود لے کر سویا کرتے تھے اور اپنے اس جاں نثار فدائی خادم کو خدائی تائید و نصرت کی یقین دہانی کراتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ فکر نہ کرنا اور بڑے آرام سے میرے بستر پر سوئے رہنا دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

نیز صادق و امین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ اہالیانِ مکہ کی دی ہوئی امانتوں کا بھی فکر اور ذمہ داری کا احساس تھا اس لیے فرمایا کہ وہ لوگوں کو امانتیں واپس کرتے ہوئے میرے پیچھے آ جائیں۔ یعنی حضرت علیؓ کو فرمایا کہ امانتیں واپس کر کے پھر مدینہ آ جانا۔ چنانچہ حضرت علیؓ تین دن مکہ میں ٹھہرے یہاں تک کہ آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو امانتیں واپس کر دیں۔ جب آپؓ اس سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قُبا میں جا ملے۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر تشریف لائے جبکہ کفار مکہ کے چنیدہ بہادر جن کی آنکھوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اسکی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے، سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 403)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ک ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد 3، صفحہ 325)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

میں گویا خون اترا ہوا تھا وہ تلواریں ہاتھ میں لیے عین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے باہر چاق وچوبند پہرہ دے رہے تھے کہ کب رات گہری ہو اور ہم دھاوا بول کر ایک ہی وار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گویا کام تمام کردیں اور ابوجہل جو کہ گویا ان کا سرغنہ تھا بڑے تکبر اور تمسخر سے یہ کہہ رہا تھا کہ محمد یہ کہتا ہے کہ اگر تم اس کے معاملہ میں اس کی پیروی کرو گے تو تم عرب وعجم کے بادشاہ بن جاؤ گے پھر تم اپنی موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے اردن کے باغات کی مانند باغات بنائے جائیں گے اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے درمیان قتل وغارت گری ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا ہاں ایسے ہی میں کہتا ہوں اور سورۃ یٰسین کی یہ آیات پڑھتے ہوئے کہ یٰسٓ۔ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ۔ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ۔ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ۔ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤی اَکۡثَرِہِمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ۔ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ۔ وَ جَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ۔ (یٰس:2-10) یٰس۔ یا سید! اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے سردار! حکمتوں والے قرآن کی قسم ہے تُو یقیناً مرسلین میں سے ہے۔ صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ یہ کامل غلبہ والے اور بار بار رحم کرنے والے کی تنزیل ہے تاکہ تُو ایک ایسی قوم کو ڈرائے جن کے آباؤ اجداد نہیں ڈرائے گئے۔ پس وہ غافل پڑے ہیں۔ یقیناً ان میں سے اکثر پر قول صادق آ گیا ہے۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ یقیناً ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں اور وہ اب ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے وہ سر اونچا اٹھائے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے سامنے بھی ایک روک بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک روک بنادی ہے اور ان پر پردہ ڈال دیا ہے اس لیے وہ دیکھ نہیں سکتے۔

آپؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے سامنے سے نکل گئے لیکن خدا کی قدرت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے کسی کو بھی دکھائی نہ دیے بلکہ وہ لوگ گاہے گاہے اندر جھانک کر دیکھ لیتے اور اطمینان کر لیتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر ہی ہیں۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 342، 348، باب ھجرۃ الرسول ﷺ، دار الکتب العلمیۃ 2001ء) (محمد رسول اللہ والذین معہ، جلد 3، صفحہ 74، باب الھجرۃ، مطبوعہ مکتبہ مصر) (الطبقات الکبری لابن سعد، جلد 1، صفحہ 176، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

اس واقعہ کا ذکر سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں کیا ہے کہ ”رات کا تاریک وقت تھا اور ظالم قریش جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اپنے خونی ارادے کے ساتھ آپؐ کے مکان کے گرد جمع ہو کر آپؐ کے مکان کا محاصرہ کر چکے تھے اور انتظار تھا کہ صبح ہو یا آپؐ اپنے گھر سے نکلیں تو آپؐ پر ایک دم حملہ کر کے قتل کر دیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعض کفار کی امانتیں پڑی تھیں کیونکہ باوجود شدید مخالفت کے اکثر لوگ اپنی امانتیں آپؐ کے صِدق وامانت کی وجہ سے آپؐ کے پاس رکھوا دیا کرتے تھے۔ لہٰذا آپؐ نے حضرت علیؓ کو ان امانتوں کا حساب کتاب سمجھا دیا اور تاکید کی کہ بغیر امانتیں واپس کئے مکہ سے نہ نکلنا۔ اس کے بعد آپؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور تسلی دی کہ انہیں خدا کے فضل سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ وہ لیٹ گئے اور آپؐ نے اپنی چادر جو سرخ رنگ کی تھی ان کے اوپر اُڑھا دی۔ اسکے بعد آپؐ اللہ کا نام لے کر اپنے گھر سے نکلے۔ اس وقت محاصرین آپؐ کے دروازے کے سامنے موجود تھے مگر چونکہ انہیں یہ خیال نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اول شب میں ہی گھر سے نِکل آئیں گے وہ اس وقت اس قدر غفلت میں تھے کہ آپؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نِکل گئے اور ان کو خبر تک نہ ہوئی...... وہ قریش جو آپؐ کے گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے وہ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ کے گھر کے اندر جھانک کر دیکھتے تھے تو حضرت علیؓ کو آپؐ کی جگہ پر لیٹا دیکھ کر مطمئن ہو جاتے تھے لیکن صبح ہوئی تو انہیں علم ہوا کہ ان کا شکار ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اس پر وہ اِدھر اُدھر بھاگے۔ مکہ کی گلیوں میں صحابہ کے مکانات پر تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ اس غصہ میں انہوں نے حضرت علیؓ کو پکڑا اور کچھ مارا پیٹا۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، صفحہ 236-237)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے مونہہ چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔

کس بہرِ کسے سر ندہد جان نفشاند — عِشق است کہ ایں کار بصَد صِدق کُناند

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 64-65 حاشیہ)

یعنی کوئی شخص کسی دوسرے کیلئے سر نہیں دیتا نہ ہی جان چھڑکتا ہے۔ یہ عشق ہے جو یہ کام انسان سے بصد صدق کرواتا ہے۔

بہرحال یہ وقت کے بارے میں روایات ہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔ کچھ کہتے ہیں پہلے وقت، کچھ کہتے ہیں درمیانی رات، کچھ کہتے ہیں آخری وقت۔ بہرحال کس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اس بارے میں جو روایات میں اختلاف ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپؐ رات کی آخری تہائی میں گھر سے باہر تشریف لائے تھے۔ چنانچہ محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ رات کی آخری تہائی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کی غفلت کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کے گھر کی طرف نکلے اور وہاں سے دونوں گھر کے پچھلے دروازے سے نکل کر جنوب میں غار ثور کی طرف چل پڑے۔

(حیاۃ محمد از محمد حسین ہیکل، صفحہ 223-224، الفصل العاشر ’ہجرۃ الرسول‘ الطبعۃ الرابع عشرۃ دار المعارف)

پھر ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ آدھی رات کے وقت نکلے۔ چنانچہ دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ آدھی رات کے وقت غار ثور کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد 2، صفحہ 466، 465، باب مکر المشرکین برسول اللہ ﷺ...... مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

مَدَارِجُ النُّبُوَّۃ میں لکھا ہے کہ ”جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ صبح کے وقت ہجرت کر جائیں تو شام ہی کو حضرت علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡہَہٗ سے فرمایا کہ آج رات تم یہیں سونا تا کہ مشرکین شک وشبہ میں مبتلا ہو کر حقیقت حال سے باخبر نہ ہوں۔“ (مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی اردو ترجمہ غلام معین الدین نعیمی، جلد 2، صفحہ 83، مطبوعہ شبیر برادرز اردو بازار لاہور)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو لکھا ہے، وہ یہ ہے کہ نبی کریم اول شب اپنے گھر سے نکلے تھے۔ چنانچہ اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ ”محاصرین آپؐ کے دروازے کے سامنے موجود تھے مگر چونکہ انہیں یہ خیال نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اول شب میں ہی گھر سے نِکل آئیں گے وہ اس وقت اس قدر غفلت میں تھے کہ آپؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے درمیان سے نکل گئے اور ان کو خبر تک نہ ہوئی۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی کے ساتھ مگر جلد جلد مکہ کی گلیوں میں سے گذر رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں آبادی سے باہر نکل گئے اور غارِ ثور کی راہ لی۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ پہلے سے تمام بات طے ہو چکی تھی وہ بھی راستہ میں مل گئے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 237)

حضرت مصلح موعودؓ نے جو روایات سے لے کے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ”جب مکہ کے لوگ آپؐ کے گھر کے سامنے آپؐ کے قتل کیلئے جمع ہو رہے تھے آپؐ رات کی تاریکی میں ہجرت کے ارادہ سے اپنے گھر سے باہر نکل رہے تھے۔ مکہ کے لوگ ضرور شبہ کرتے ہوں گے کہ ان کے ارادہ کی خبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مل چکی ہوگی مگر پھر بھی جب آپؐ ان کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور بجائے آپؐ پر حملہ کرنے کے سمٹ سمٹا کر آپؐ سے چھپنے لگ گئے تاکہ ان کے ارادوں کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر نہ ہو جائے۔ اس رات سے پہلے دن ہی آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنے کے لئے ابوبکرؓ کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی۔ پس وہ بھی آپؐ کو مل گئے اور دونوں مل کر تھوڑی دیر میں مکہ سے روانہ ہو گئے۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 222-223)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت گھر سے نکلے تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدائے تعالیٰ نے جیسا کہ سورۂ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرت ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔“

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 66 حاشیہ)

بہرحال مختلف روایتیں ہیں لیکن نتیجہ یہی ہے کہ کفار کو پتہ نہیں لگا۔ پھر یہ بھی مختلف روایات ہیں کہ اپنے گھر سے نکل کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے۔

ایک روایت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے ہوں گے اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر سے اور راستے میں کسی ایک جگہ پر دونوں اکٹھے ہو کر غارِ ثور کی طرف چل پڑے۔

(ماخوذ از تاریخ طبری، جلد اول، صفحہ 568، تاریخ ما قبل الھجرۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے غارِ ثور کی طرف نکلے اور کچھ دیر بعد ابوبکرؓ آپؐ کے گھر پہنچے تو حضرت علیؓ نے انہیں فرمایا کہ وہ تو جا چکے ہیں اور غارِ ثور کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں اس لیے آپ بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے جائیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلے گئے۔

(السیرۃ الحلبیہ، جزء 2، صفحہ 47، باب عرض رسول اللہ ﷺ نفسہ...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

بہرحال یہ روایت تو بہت کمزور لگتی ہے۔ اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کا انتظار فرماتے رہے اور وہ لیٹ ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو یہ بھی علم نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کدھر گئے ہوں گے اور سب کچھ حضرت علیؓ اب انہیں بتا رہے ہیں۔ ہجرت جیسا اہم ترین رازدارانہ سفر اور حضرت ابوبکرؓ جیسا فہیم اور ذمہ دار شخص اس طرح کی لاپروائی کا مرتکب ہو یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اس روایت کی نسبت دوسری روایت جو زیادہ تر کتب میں موجود ہے وہ زیادہ درست اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر سیدھے حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 343، ھجرۃ الرسولؐ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں، اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کیلئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں، ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ کی دو باوفا بہادر بیٹیوں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے سفر کے لیے کھانا بھی جلدی جلدی تیار کر دیا تھا جس میں بھنی ہوئی بکری کا گوشت بھی تھا۔ حالات کی نزاکت اور جلدی میں کھانے کا برتن جو چمڑے کا تھا باندھنے کو کچھ نہ ملا تو حضرت اسماءؓ نے اپنا نطاق یعنی کمر بند کھولا اور اس کے دو حصے کیے اور کھانا باندھا۔ ایک سے توشہ دان اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب حمل الزاد فی السفر ......روایت نمبر 2979) (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنی، جزء2، صفحہ 107، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو عشق و وفا کے ان لمحات کو بغور دیکھ رہے تھے فرمانے لگے کہ اے اَسماء! اللہ تمہارے اس نطاق کے بدلے میں تمہیں جنت میں دو نطاق عطا کرے گا۔ یعنی کہ کمر بند جو کپڑا کمر پہ باندھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے بعد میں حضرت اسماءؓ کو ذات النِّطَاقَین کہا جانے لگا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، جلد3، صفحہ 239، جماع ابواب الھجرۃ الی المدینۃ......دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

ہجرت کے اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیرلب اس آیت کا ورد فرماتے ہوئے چلے جارہے تھے: وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل: 81) اور تُو کہہ اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لیے طاقتور مددگار عطا کر۔

(الخلیفۃ الاول ابوبکر الصدیق للدکتور علی محمد الصلابی، صفحہ 47، دارالمعرفہ بیروت 2006ء)

اور ایسا ہی اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَلَمْ أَكُ شَيْئًا. اَللّٰهُمَّ أَعِنِّیْ عَلٰی هَوْلِ الدُّنْيَا، وَبَوَائِقِ الدَّهْرِ، وَمَصَائِبِ اللَّيَالِیْ وَالْأَيَّامِ۔ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ، وَاخْلُفْنِیْ فِیْ أَهْلِیْ، وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا رَزَقْتَنِیْ، وَلَكَ فَذَلِّلْنِیْ، وَعَلٰی صَالِحِ خُلُقِیْ فَقَوِّمْنِیْ، وَإِلٰی رَبِّیْ فَحَبِّبْنِیْ، وَإِلَی النَّاسِ فَلَا تَكِلْنِیْ۔ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَأَنْتَ رَبِّیْ، أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ الَّذِیْ أَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَكُشِفَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ، وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، أَنْ يَّحِلَّ بِیْ غَضَبُكَ، أَوْ يَنْزِلَ عَلَیَّ سُخْطُكَ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَاقِبَتِكَ وَجَمِيْعِ سُخْطِكَ۔ لَكَ الْعُتْبٰی خَيْرَ مَا اسْتَطَعْتُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے پیدا کیا اور مَیں کچھ بھی نہیں تھا۔ اے اللہ! دنیا کے خوف پر اور زمانے کے مصائب پر اور رات اور دن کے مصائب پر میری مدد فرما۔ اے اللہ! میرے سفر میں تُو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائمقام ہو جا اور جو تُو نے مجھے دیا ہے اس میں میرے لیے برکت رکھ دے اور مجھے اپنے ہی تابع کر دے اور میری عمدہ تخلیق پر مجھے مضبوط کر دے اور میرے رب کا مجھے محبوب بنا دے اور مجھے لوگوں کے سپرد نہ کرنا۔ تُو کمزوروں کا رب ہے اور تُو میرا بھی رب ہے۔ تیرا وجہِ کریم جس سے آسمان و زمین روشن ہوئے اور جس سے اندھیرے چھَٹ گئے اور جس سے پہلوں اور بعد میں آنے والوں کا معاملہ درست ہو گیا میں اس کی پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب اترے یا مجھ پر تیری ناراضگی نازل ہو۔ میں تیری پناہ میں آتا ہوں تیری نعمت کے زائل ہونے سے اور تیرے انتقام کے اچانک آنے سے اور میرے بارے میں تیرے آخری فیصلے کے بدل جانے سے۔

شرح زرقانی میں تَحَوُّلِ عَاقِبَتِكَ کی جگہ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تیری عطا کردہ عافیت کے جاتے رہنے سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔ تیری ہی رضامندی ہے ہر اُس بھلائی میں جو میں کر سکا۔ نہ گناہ سے بچنے کا کوئی حیلہ ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی کوئی طاقت ہے مگر تیرے ہی ذریعہ۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، جلد3، صفحہ 243، فی ہجرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ......دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

(شرح زرقانی، جلد2، صفحہ 110، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

خانہ کعبہ کے پیچھے سے گزرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرف اپنا رخ مبارک فرمایا اور اس بستی سے یوں مخاطب ہوئے کہ بخدا اے مکہ! تُو اللہ کی زمین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تُو اللہ کی زمین میں سے اللہ کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اور اگر تیرے باشندے مجھے زبردستی نہ نکالتے تو مَیں کبھی بھی نہ نکلتا۔

(محمد رسول اللہ والذین معہ لعبدالحمید جودۃ السحار، جلد3، صفحہ 59، الھجرۃ، مکتبۃ مصر)

امام بیہقی نے لکھا ہے کہ غارِ ثور کے سفر کے دوران حضرت ابوبکرؓ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے کبھی پیچھے اور کبھی آپؐ کے دائیں ہو جاتے اور کبھی بائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہؐ! مجھے خیال آتا ہے کوئی سامنے سے نہ آ رہا ہو تو مَیں آپؐ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب اندیشہ ہوتا ہے کوئی پیچھے سے حملہ نہ کر دے تو آپؐ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں اور کبھی بائیں کہ آپؐ ہر طرف سے محفوظ و مامون رہیں۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد3 صفحہ 240، الباب الرابع فی ہجرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ......دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

ایک روایت کے مطابق غارِ ثور تک پہنچتے پہنچتے اس پہاڑی سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زخمی بھی ہو گئے۔ (محمد رسول اللہ والذین معہ لعبدالحمید جودۃ السحار، جلد3، صفحہ 59، الھجرۃ، مکتبۃ مصر)

اور ایک روایت کے مطابق راستے میں ایک پتھر سے ٹھوکر لگنے سے پاؤں مبارک زخمی ہو گیا تھا۔

(تاریخ طبری، جلد اول، صفحہ 568، تاریخ ما قبل الھجرۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

جب غارِ ثور تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ ابھی یہاں ٹھہریں پہلے مجھے اندر جانے دیں تا کہ میں اچھی طرح غار کو صاف کر لوں اور کوئی خطرے کی چیز ہو تو میرا اس سے سامنا ہو۔ چنانچہ وہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا، جو بھی سوراخ اور بِل وغیرہ تھے ان کو اپنے کپڑے سے بند کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کی دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور ایک سوراخ جس کے لیے کپڑا نہ تھا یا شاید اس وقت نظر نہ آیا ہو اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔

روایت میں ہے کہ اسی سوراخ سے کوئی بچھو یا سانپ وغیرہ ڈستا رہا لیکن حضرت ابوبکرؓ اس ڈر سے کہ اگر کوئی حرکت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل واقع ہو گا جنبش نہ فرماتے۔

یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آنکھ کھولی تو حضرت ابوبکرؓ کے چہرے کی بدلی ہوئی رنگت کو دیکھ کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہے تو انہوں نے ساری بات بتائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک وہاں لگایا اور اس کے بعد پاؤں ایسا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

(شرح الزرقانی، جلد2، صفحہ 121، باب ھجرۃ المصطفیٰ واصحابہ الی المدینۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

دوسری طرف قریشِ مکہ جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر ایک شخص نے گزرتے ہوئے پوچھا کہ یہاں کیوں کھڑے ہو؟ انہوں نے بتایا تو وہ آدمی کہنے لگا کہ مَیں نے تو محمد کو گلیوں سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے تو انہوں نے اس شخص کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ وہ تو اندر اپنے بستر پر ہیں اور ہم مسلسل ان پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ پھر رات گئے اپنے پہلے سے طے کیے منصوبے کے مطابق جب وہ ایک دم سے اندر گئے اور چادر کھینچ کر سوئے ہوئے کو دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تو حضرت علیؓ ہیں۔ ان سے پوچھا کہ محمد کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس پر مشرکین نے آپؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور زدوکوب کیا اور کچھ دیر محبوس رکھنے کے بعد آپؓ کو چھوڑ دیا۔

بہرحال اس روایت کے مطابق وہ لوگ حضرت علیؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے مار پیٹ کر وہاں سے غیض و غضب کی حالت میں واپس چلے آئے اور مکہ کی گلی گلی اور گھر گھر آپؐ کو تلاش کرنے لگے۔

(تاریخ الخمیس، جلد2، صفحہ 10، ذکر خروجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع ابی بکر من مکۃ ......مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

اسی دوران وہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے گھر بھی آئے۔ حضرت اسماءؓ کا سامنا ہوا۔ ابوجہل آگے بڑھا اور پوچھا کہ تمہارا باپ ابوبکر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ مَیں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے؟ اس پر اس بدباطن ابوجہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس زور سے حضرت اسماءؓ کے منہ پر طمانچہ مارا کہ ان کے کان کی بالی ٹوٹ کر گر گئی اور غصہ کی حالت میں وہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 344، ذکر ھجرۃ الرسول، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

مکّہ کی چھان بین سے ناکام فارغ ہوئے تو ماہر کھوجی مکہ کے چاروں طرف روانہ کر دیے۔ رئیسِ مکہ اُمَیَّہ بن خَلَف وہ خود ایک ماہر کھوجی کو لے کر اپنے ساتھیوں سمیت ایک طرف نکلا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کھوجی، سراغ رساں واقعی ماہر تھا۔ جتنی بھی اس کی مہارت کی داد دی جائے وہ کم ہے کیونکہ یہ واحد کھوجی تھا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے ایک ایک نشان کو کھوج کر عین غارِ ثور کے دہانے تک جا پہنچا اور کہنے لگا کہ محمد کے قدموں کے نشان بس یہاں تک ہیں۔ اس کے آگے نہیں جاتے۔ علامہ بَلَاذُرِی نے اس کھوجی کا نام عَلْقَمَہ بن کُرْز بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ غارِ ثور کے منہ پر یہ لوگ کھڑے باتیں کر رہے تھے اور دو ہجرت کرنے والے عین اسی غار میں نہ صرف اندر چھپے ہوئے تھے ان لوگوں کی باتیں سن رہے تھے بلکہ حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے پاؤں بھی دیکھ رہا تھا اور خدا کی قَسم! اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اندر جھانک کر دیکھ لیتا تو ہم پکڑے جاتے لیکن

خطرے اور مصیبت کی اس گھڑی میں یہ دو اکیلے نہیں تھے بلکہ تیسرا ان کے ساتھ وہ خدا تھا کہ جس کے قبضہ قدرت میں زمین و آسمان ہیں اور جو قادر مطلق تھا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد، جلد3، صفحہ 241، فی ہجرۃ رسول اللہ...... دارالکتب العلمیۃ 1993) (ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب مناقب المھاجرین و فضلھم روایت نمبر 3653)

اس نے ایک طرف تو ان سراغ رسانوں کے آنے سے قبل ہی وہاں اپنی معجزانہ قدرت سے ایک درخت اُگا دیا، مکڑے کو بھیج کر غار کے منہ پر ایک جالہ بُن دیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے کو بھیجا کہ وہاں اپنا گھونسلا بنا کر انڈے بھی دے دیں۔ یہ روایت میں ہے۔ (المواھب اللدنیہ لعلامہ قسطلانی، جلد1، صفحہ 292-293، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 2004ء)

بہرحال اس کے بعد خدا تعالیٰ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے یا یہ ساری باتیں دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو کس طرح تسلی دی۔ اس کا ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہو گا۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ

ترجمہ: تو کہہ دے کیا علم والے لوگ اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں،

نصیحت تو صرف عقل مند لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔ (سورۃ الزمر: 10)

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے ✿ نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

کرو کوشش اگر صدق وصفا ہے ✿ کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقا ہے ✿ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہی اک فخرِ شانِ اَولیاء ہے ✿ بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم۔اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آپؐ کا بکریاں چرانا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب شام کے سفر سے واپس آئے تو بدستور ابو طالب کے پاس ہی رہتے تھے مگر چونکہ عرب میں بچوں کو عموماً مویشی چرانے کے کام پر لگا دیتے تھے اس لئے اس زمانہ میں آپؐ نے بھی کبھی کبھی یہ کام کیا اور بکریاں چرائیں۔ زمانۂ نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ بکریاں چرانا بھی انبیاء کی سنت ہے۔ اور مَیں نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر سفر میں آپؐ کے اصحاب جنگل میں پیلو جمع کر کے کھانے لگے تو آپؐ نے فرمایا: کالے کالے پیلو تلاش کر کے کھاؤ کیونکہ جب مَیں بکریاں چرایا کرتا تھا تو اس وقت کا میرا تجربہ ہے کہ کالے رنگ کے پیلو زیادہ عمدہ ہوتے ہیں۔

بدیوں سے خُدائی حفاظت

اسی زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اپنے ساتھی سے کہا جو بکریاں چرانے میں آپؐ کا شریک تھا کہ تم میری بکریوں کا خیال رکھو تا کہ مَیں ذرا شہر جا کر لوگوں کی مجلس دیکھ آؤں۔ ان دنوں میں دستور تھا کہ رات کے وقت لوگ کسی مکان میں جمع ہو کر کہانیاں سُناتے اور شعر وغزل کا شغل کیا کرتے تھے اور بعض اوقات اسی میں ساری ساری رات گذار دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچپن کے شوق میں یہ تماشہ دیکھنے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو اس لغو کام میں خَاتم النّبیینؐ کی شرکت پسند نہ آئی، چنانچہ ایک جگہ آپؐ گئے مگر راستے میں ہی نیند آ گئی اور سو گئے اور صبح تک سوتے رہے۔ ایک دفعہ اور آپؐ کو یہی خیال آیا مگر پھر بھی دستِ غیبی نے روک دیا۔ زمانۂ نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مَیں نے ساری عمر میں صرف دو دفعہ اس قسم کی مجلس میں شرکت کا ارادہ کیا، مگر دونوں دفعہ روک دیا گیا۔

حربِ فجار

عرب ایک نہایت جنگجو قوم تھی اور لڑنے مرنے کو یہ لوگ فخر سمجھتے تھے۔ اسی لیے بات بات پر تلوار کھچ جاتی تھی اور جب کبھی ایسا موقع آتا تو ایک بڑے پیالے میں خون بھر کر سب اس کے اندر اُنگلیاں ڈبو کر قسم کھاتے تھے کہ لڑ کر مر جائیں گے مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ مختلف قبائل کی آپس میں عداوت رہتی تھی کیونکہ ہر قبیلہ کو اپنی عزّت اور بڑائی کا ازبس خیال تھا۔ ایسی صورت میں میلوں وغیرہ میں جہاں مختلف قسم کے لوگ جمع ہوتے ہیں لڑائی کی وجوہات پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابھی بچپن ہی تھا تو عکاظ کے میلہ کے موقع پر جو مکّہ سے جانبِ شرق تین دن کی مسافت پر ایک خوشگوار وادی میں لگا کرتا تھا، قبائل قیس عیلان اور بنو کنانہ کے درمیان کچھ چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ اس زمانہ میں قیس عیلان کے مختلف قبائل مکّہ سے جنوب مشرق میں طائف اور مکّہ کے درمیان آباد تھے۔ ایک عرصہ تک تو دونوں طرف کے رؤساء نے جنگ کی نوبت آنے سے بچائے رکھا، مگر آہستہ آہستہ تعلقات کشیدہ ہوتے گئے اور بالآخر لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ اس جنگ کو تاریخ میں حربِ فجار کہتے ہیں۔ جس کے معنے ناجائز جنگ کے ہیں کیونکہ اس جنگ کی ابتداء شہر حرم میں ہوئی تھی جس کے اندر لڑنا عرب کے قدیم دستور کے مطابق ممنوع تھا۔

غرض یہ جنگ ہوئی اور ایسے زور شور سے ہوئی کہ زمانہ جاہلیت کی جنگوں میں خاص شہرت رکھتی ہے بنو کنانہ بشمولیت قبیلہ قریش ایک طرف تھے اور قیس عیلان بشمولیت قبیلہ ہوازن دوسری طرف۔ اس جنگ کی سب سے خطرناک آخری لڑائی تھی جو حربِ فجار کی چوتھی لڑائی کہلاتی ہے۔ اس میں جوش کا یہ عالم تھا کہ بعض سرداروں نے اپنے آپ کو رسّوں سے بندھوا دیا تھا کہ اگر بھاگنا چاہیں بھی تو نہ بھاگ سکیں۔ دن کے شروع حِصّہ میں قیس عیلان کا پلّہ بھاری رہا۔ لیکن آخر میں بنو کنانہ نے دبا لیا اور قیس عیلان کی شکست کے بعد ہر دو فریق میں صلح ہو گئی۔

اس لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ مگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے خود قتال نہیں کیا بلکہ آپؐ کی شرکت صرف اس حد تک محدود تھی کہ آپ فوج میں شامل تھے اور اپنے چچاؤں کو تیر پکڑاتے جاتے تھے۔ اس وقت آپؐ کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔ اس لڑائی میں ہر قبیلہ کا افسر الگ الگ تھا۔ چنانچہ بنو ہاشم زبیر بن عبد المطلب کے ماتحت تھے مگر بنو کنانہ کی ساری فوج کا افسر حرب بن امیہ تھا جو ابو سفیان کا والد اور امیر معاویہ کا دادا تھا۔

حِلف الفضول

قدیم زمانہ میں عرب کے بعض شریف دل اشخاص کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ باہم مل کر عہد کیا جاوے کہ ہم ہمیشہ حقدار کو اس کا حق حاصل کرنے میں مدد دیں گے اور ظالم کو ظلم سے روکیں گے اور عربی میں چونکہ حق کو فضل بھی کہتے ہیں جس کی جمع فضول ہے، اس لئے اس معاہدہ کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ بعض روایتوں کی رُو سے چونکہ اس تجویز کے محرّک ایسے شخص تھے جن کے ناموں میں فضل کا لفظ آتا تھا، اس لیے یہ عہد حلف الفضول کے نام سے مشہور ہو گیا۔ بہر حال حرب فجار کے بعد اور غالباً اسی جنگ سے متاثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبد المطلب کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس حلف کو پھر تازہ کیا جاوے، چنانچہ اس کی تحریک پر بعض قبائل قریش کے نمائندگان عبداللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے جہاں عبداللہ بن جدعان کی طرف سے ایک دعوت کا انتظام تھا اور پھر سب نے اتفاق کر کے باہم قسم کھائی کہ ہم ہمیشہ ظلم کو روکیں گے اور مظلوم کی مدد کریں گے۔ اس عہد میں حصہ لینے والوں میں بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تیم شامل تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس موقع پر موجود تھے اور شریک معاہدہ تھے، چنانچہ آپؐ ایک دفعہ نبوت کے زمانہ میں فرماتے تھے کہ مَیں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسی قسم میں شریک ہوا تھا کہ اگر آج اسلام کے زمانہ میں بھی مجھے کوئی اس کی طرف بلائے، تو مَیں اس پر لبیک کہوں گا اور شاید اسی خیال کا اثر تھا کہ جب ایک دفعہ امیر معاویہ کے زمانہ میں اُن کے بھتیجے ولید بن عتبہ بن ابو سفیان نے جو اس وقت مدینہ کے امیر تھے حضرت حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کا کوئی حق دبا لیا تو حضرت حسینؓ نے کہا کہ ”خدا کی قسم اگر ولید نے میرا حق نہ دیا تو مَیں تلوار نکال کر مسجد نبوی میں کھڑا ہو جاؤں گا اور حلف الفضول کی طرف لوگوں کو بلاؤں گا۔“ جس وقت عبداللہ بن زبیر نے یہ سُنا تو کہا کہ اگر حسینؓ نے اس قسم کی طرف بلایا تو مَیں اس پر ضرور لبیک کہوں گا اور ہم یا تو اس کا حق دلوائیں گے اور یا اس کوشش میں سب مارے جائیں گے۔ بعض اور آدمیوں نے بھی اسی قسم کے الفاظ کہے جس پر ولید دَب گیا اور اس نے حضرت حسینؓ کا حق ادا کر دیا۔ یہ خیال رہے کہ عبداللہ بن زبیر بنو اسد میں سے تھے جو حلف الفضول میں شریک تھے۔

حُلیہ مبارک

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوان تھے اور جسمانی نشوونما مکمل ہو چکا تھا۔ اس لیے اس موقع پر آپؐ کا حُلیہ بیان کر دینا مناسب ہو گا۔ لکھا ہے کہ آپؐ میانہ قد تھے۔ رنگ بہت خوبصورت تھا یعنی نہ تو بہت ہی سفید جو بُرا لگے اور نہ ہی گندم گوں بلکہ گندم گوں سے کچھ سفید تھا۔ سَر کے بال بالکل سیدھے نوکدار نہ تھے بلکہ کسی قدر خمدار تھے۔ داڑھی گھنی اور خوبصورت تھی۔ جسم درمیانہ تھا۔ جِلد نازک اور ملائم تھی اور آپؐ کے جسم اور پسینہ میں ایک قسم کی خوشبو پائی جاتی تھی۔ سَر بڑا تھا۔ سینہ فراخ۔ ہاتھ پاؤں بھرے بھرے۔ ہتھیلیاں چوڑی۔ چہرہ گول۔ پیشانی اور ناک اونچی۔ آنکھیں سیاہ اور روشن اور پلکیں دراز تھیں۔ چلنے میں وقار تھا۔ مگر عموماً تیزی کے ساتھ قدم اُٹھتا تھا۔ گفتگو میں آہستگی ہوتی تھی حتیٰ کہ اگر سُننے والا چاہے تو آپؐ کے الفاظ کو گن سکتا تھا۔ ناراضگی کے وقت چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور خوشی کے موقع پر بھی چمک اُٹھتا تھا۔ انگلستان کا مشہور مؤرخ سر ولیم میور آپؐ کا حُلیہ بیان کر کے لکھتا ہے کہ:

”آپؐ کا سردارانہ رنگ ڈھنگ ایک اجنبی شخص کے دل میں کچھ ایسا رُعب پیدا کر دیتا تھا جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا لیکن جب اُسے آپؐ کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا تھا اور وہ آپ سے واقف ہو جاتا تھا تو اس کے دل میں بجائے ڈر اور خوف کے عقیدت اور محبت کے جذبات پیدا ہونے لگتے تھے۔“

مشاغلِ تجارت

جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب جوان تھے اور کاروبارِ زندگی میں مصروف ہونے کا وقت آ گیا تھا اور چونکہ ابو طالب کی مالی حالت بھی اچھی نہیں تھی اس لیے بھی اس بات کی ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مناسب کام شروع کر کے اُن کے بوجھ کو ہلکا کریں، چنانچہ ابو طالب کی خواہش اور تحریک پر آپؐ نے تجارت کا کام شروع فرما دیا۔

مکّہ سے تجارت کے قافلے مختلف علاقوں کی طرف جاتے تھے۔ جنوب میں یمن اور شمال میں شام کی طرف تو باقاعدہ تجارت کا سلسلہ جاری تھا۔ اس کے علاوہ بحرین وغیرہ کے ساتھ بھی تجارت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً ان سب مُلکوں میں تجارت کی غرض سے گئے۔ اور ہر دفعہ نہایت دیانت وامانت اور خوش اسلوبی اور ہنرمندی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کیا۔ مکّہ میں بھی جن لوگوں کے ساتھ آپؐ کا معاملہ پڑا وہ سب آپ کی تعریف میں رطب اللسان تھے، چنانچہ سائب ایک صحابی تھے وہ جب اسلام لائے تو بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا: ”مَیں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔“ سائب نے عرض کی۔ ”ہاں یا رسُول اللہ! آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپؐ ایک دفعہ تجارت میں میرے شریک تھے اور آپؐ نے ہمیشہ نہایت صاف معاملہ رکھا۔ عبداللہ بن ابی الحمساء ایک اور صحابی بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے مَیں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی کاروباری معاملہ کیا اور میرے ذمّہ آپؐ کا کچھ حساب باقی رہ گیا۔ جس پر مَیں نے آپؐ سے کہا کہ آپ یہیں اِسی جگہ ٹھہریں مَیں ابھی آتا ہوں۔ مگر مجھے بھول گیا اور تین دن کے بعد یاد آیا اس وقت جب مَیں اس طرف گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے تھے۔ مگر آپؐ نے سوائے اس کے مجھے کچھ نہیں کہا کہ ”تم نے مجھے تکلیف میں ڈالا ہے۔ مَیں یہاں تین دن سے تمہارے انتظار میں ہوں۔“ اس سے غالباً یہ مُراد نہیں کہ آپؐ مسلسل تین دن تک اسی جگہ ٹھہرے رہے بلکہ منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ مناسب اوقات میں کئی کئی دفعہ اس جگہ جا کر دیر دیر تک عبداللہ کا انتظار فرماتے ہوں گے تا کہ عبداللہ کو آپؐ کی تلاش کی وجہ سے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

اسی قسم کے واقعات سے مکّہ والوں میں آپؐ کا نام امین مشہور ہو گیا تھا اور آپؐ کی دیانت اور امانت کی وجہ سے سب لوگ آپؐ کی بہت عزّت کرتے تھے اور آپؐ کو نہایت راستباز اور صادق القول یقین کرتے تھے۔

تجارتی کاروبار کا آغاز اس طرح ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کے قریب ہوئی تو خدیجہؓ بنت خویلد نے جو قبیلہ بنو اسد کی ایک نہایت شریف اور مالدار خاتون تھی اور مکّہ کی تجارت میں اس کا بہت بڑا حصہ تھا آپؐ کو تجارتی مال دے کر شام کی طرف تجارت کی غرض سے بھیجا اور اپنے غلام میسرہ کو آپؐ کے ساتھ کر دیا۔ اس سفر میں آپؐ کی محنت اور برکت اور دیانتداری کے طفیل اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت نفع ہوا اور آپؐ نہایت کامیاب ہو کر واپس آئے۔ اسی طرح آپؐ نے دو تین تجارتی سفر دُوسرے علاقوں کی طرف بھی کئے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 103 تا 107، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
Alam Associates
Architect & Engineers
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(454) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب سے میں نے سُنا ہے کہ مولوی کرم دین بھیں والے کے مقدمہ کے دوران میں ایک دفعہ حضرت صاحب بٹالہ کے رستے گورداسپور کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ رتھ میں خود خواجہ صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب مرحوم تھے اور باقی لوگ یکّوں میں پیچھے آرہے تھے۔ اتفاقاً یکّے کچھ زیادہ پیچھے رہ گئے اور رتھ اکیلی رہ گئی۔ رات کا وقت تھا آسمان ابر آلود تھا اور چاروں طرف سخت اندھیرا تھا۔ جب رتھ وڈالہ سے بطرف بٹالہ آگے بڑھا تو چند ڈاکو گنڈاسوں اور چھریوں سے مسلح ہوکر راستہ میں آگئے اور حضرت صاحب کی رتھ کو گھیر لیا اور پھر وہ آپس میں یہ تکرار کرنے لگ گئے کہ ہر شخص دوسرے سے کہتا تھا کہ تو آگے ہوکر حملہ کر مگر کوئی آگے نہ آتا تھا اور اسی تکرار میں کچھ وقت گذر گیا اور اتنے میں پچھلے یکّے آن ملے اور ڈاکو بھاگ گئے۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب بیان کرتے تھے کہ اس وقت یعنی جس وقت ڈاکو حملہ کر کے آئے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب کی پیشانی سے ایک خاص قسم کی شعاع نکلتی تھی جس سے آپ کا چہرہ مبارک چمک اُٹھتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قادیان اور بٹالہ کی درمیانی سڑک پر اکثر چوری اور ڈاکہ کی وارداتیں ہوجاتی ہیں مگر اس وقت خدا کا خاص تصرف تھا کہ ڈاکو خود مرعوب ہو گئے اور کسی کو آگے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ خواجہ صاحب سے انہی دنوں میں بمقام پشاور سنا تھا۔

(455) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ جب آخری دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور جا کر ٹھہرے تو میں ان دنوں خواجہ صاحب کا ملازم تھا اور حضرت صاحب کی ڈاک لاکر حضور کو پہنچایا کرتا تھا اور ڈاک میں دو تین خط بیرنگ ہوا کرتے تھے جو میں وصول کر لیتا تھا اور حضرت صاحب کو پہنچا دیتا تھا اور حضرت صاحب مجھے ان کے پیسے دیدیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے خواجہ صاحب کے سامنے بیرنگ خط وصول کئے تو خواجہ صاحب نے مجھے روکا کہ بیرنگ خط مت لو۔ میں نے کہا میں تو ہر روز وصول کرتا ہوں اور حضرت صاحب کو پہنچاتا ہوں اور حضرت نے مجھے کبھی نہیں روکا۔ مگر اس پر بھی مجھے خواجہ صاحب نے سختی کیساتھ روک دیا۔ جب میں حضرت صاحب کی ڈاک پہنچانے گیا تو میں نے عرض کیا کہ حضور آج مجھے خواجہ صاحب نے بیرنگ خط وصول کرنے سے سختی سے روک دیا ہے۔ حضور فرمائیں تو میں اب بھی بھاگ کر لے آؤں۔ حضرت صاحب مسکرائے اور فرمانے لگے کہ ان بیرنگ خطوں میں سوائے گالیوں کے کچھ نہیں ہوتا اور یہ خط گمنام ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنا پتہ لکھ دیں تو ہم انہیں سمجھا سکیں مگر شاید یہ لوگ ڈرتے ہیں کہ ہم ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی نہ کریں حالانکہ ہمارا کام مقدمہ کرنا نہیں ہے۔ اس دن سے میں نے بیرنگ خط وصول کرنے چھوڑ دیئے۔

(456) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میر شفیع احمد صاحب دہلوی نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ میں نے خواجہ کمال الدین صاحب کی زبانی سُنا ہے کہ جن دنوں میں حضرت صاحب کے خلاف مولوی کرم دین نے گورداسپور میں مقدمہ دائر کر رکھا تھا اور خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحب کی طرف سے پیروی کرتے تھے۔ ان دنوں میں ایک دفعہ خواجہ صاحب کچھ دنوں کیلئے پشاور اپنے اہل وعیال کے پاس آئے جہاں وہ اس زمانہ میں پریکٹس کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم بھی حضرت صاحب سے اجازت لے کر پشاور دیکھنے کیلئے چلے آئے۔ خواجہ صاحب نے بیان کیا کہ جب میں پشاور آیا تو بیوی بچوں کو بہت پریشان حال پایا کیونکہ ان کے پاس کوئی روپیہ پیسہ نہیں تھا اور وہ کچھ دنوں سے قرض لے کر گذارہ کرتے تھے جس پر میں نے بیوی کے تین سو روپے کے کپڑے فروخت کردیئے اور اس طرح اپنے گذارہ کا انتظام کیا اس حالت کا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو بھی علم ہو گیا اور انہوں نے واپس آکر گورداسپور میں حضرت صاحب سے ساری کیفیت عرض کردی۔ حضرت صاحب کو یہ واقعہ سن کر رنج ہوا اور آپ نے فرمایا کہ ہم انشاء اللہ دعا کریں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے اندرون خانہ سے تین سو روپے میاں محمود احمد صاحب (یعنی حضرت خلیفہ ثانی) کے ہاتھ مولوی عبدالکریم صاحب کو بھجوائے کہ یہ روپیہ خواجہ صاحب کیلئے ہے ان کو دیدیں۔ مولوی صاحب نے میاں صاحب کو میرے پاس بھیج دیا۔ مجھے جب یہ روپیہ ملا تو میں اسے لے کر فوراً مولوی صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ یہ کیسا روپیہ ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں نے تمہاری حالت حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کردی تھی اور اب حضرت صاحب نے یہ روپیہ بھجوایا ہے۔ میں نے عرض کیا مولوی صاحب آپ نے یہ کیا غضب کردیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا اگر حضرت صاحب سے عرض نہ کیا جاتا تو اور کس سے کہا جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے نیچے ہمارے لئے اس وقت حضور ہی ہیں۔ تم خاموش ہوکر روپیہ لے لو اور خدا کا شکر کرو یہ روپیہ بہت بابرکت ہے اور حضرت صاحب نے تمہارے واسطے دعا کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ میں نے وہ روپیہ رکھ لیا اور پھر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ گورداسپور میں ہی میرے پاس مقدمات آنے لگ گئے اور روز دو چار موکل آجاتے تھے اور میں نے اس قدر جلد حضرت کی دعا کا اثر دیکھا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے یہ واقعہ کسی قدر اختلاف کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے بھی سنا ہوا ہے۔ مگر اس کی تفصیل مجھے یاد نہیں رہی۔

(457) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میر شفیع احمد صاحب دہلوی نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک معزز احمدی کو سر پرتول چندر چٹرجی بنگالی کا ایک رشتہ دار گاڑی میں مل گیا اور اسے انہوں نے تبلیغ کی اور وہ بہت متاثر ہوا اور ان کے ساتھ قادیان چلا آیا اور یہاں آکر مسلمان ہوگیا۔ نام کی تبدیلی کے متعلق کسی نے عرض کیا تو حضور نے فرمایا کہ ان کا اپنا نام بھی اچھا ہے بس نام کے ساتھ احمد زیادہ کردو کسی اور تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ لوگوں نے اسکے بنگالی طرز کے بال کتروا دیئے جسے دیکھ کر حضور نے فرمایا کہ بال کیوں کتروا دیئے؟ پہلے بال بھی اچھے تھے بلکہ اب خراب ہوگئے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اسکے بال ایسے رنگ میں کتروا دیئے ہوں گے جو قریباً منڈے ہوئے کے برابر ہوں اور ایسی طرز کے بال حضرت صاحب پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ سر کے بال منڈانے کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ خارجیوں کا طریق ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسلام لانے کے وقت نام بدلنا ضروری نہیں ہوتا ہاں البتہ اگر مشرکانہ نام ہو تو وہ ضرور بدل دینا چاہئے۔

(458) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میر شفیع احمد صاحب دہلوی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے وزیر محمد خان صاحب سے سنا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ باہر کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ کے ساتھ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب بھی تھے اور میں بھی شریک تھا۔ اس وقت اندر سے قیمہ بھرے ہوئے کریلے حضرت مائی صاحبہ نے بھجوائے اور حضرت صاحب نے ایک ایک کریلا حضرت خلیفہ اوّل اور مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کے سامنے رکھ دیا اور اسکے بعد دو کریلے حضرت صاحب کے سامنے رہے۔ مجھے خیال آیا کہ شاید حضرت صاحب میرے سامنے کوئی کریلا نہیں رکھیں گے۔ مگر یہ خیال آنا ہی تھا کہ حضرت صاحب نے وہ دونوں کریلے اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے بہت عرض کیا کہ ایک حضور بھی لے لیں مگر حضرت صاحب نے نہیں لیا۔

(459) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جب ابتداءً 1881ء میں قادیان آیا تو اس وقت میرے اندازہ میں حضرت صاحب کی عمر پینتالیس سال کے قریب معلوم ہوتی تھی اور ابھی آپ کی شادی حضرت ام المومنین کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔

(460) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں محمد خان صاحب نمبردار گل منج ضلع گورداسپور نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ جب کہ میری عمر سولہ سترہ سال کی تھی میں اپنے گاؤں کے ایک آدمی کے ساتھ امرتسر اپنے ایک رشتہ دار سے ملنے گیا اور واپسی پر ہم قادیان میں سے گذرے چونکہ نماز عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا ہم نماز پڑھنے کیلئے بڑی مسجد میں چلے گئے۔ وہاں ہم نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے ٹہل رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہو چکے تو حضرت صاحب نے ہم سے پنجابی زبان میں پوچھا۔ لڑکو! تمہارا گھر کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ گل منج میں ہے۔ جس پر آپ نے ہم سے گل منج کا فاصلہ دریافت کیا۔ اور میں نے عرض کیا کہ قادیان سے چار پانچ میل پر ہے۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا تمہارے گاؤں میں میری کتاب پہنچ گئی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ وہاں تو کوئی کتاب نہیں گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا دور دراز جگہوں میں تو وہ پہنچ گئی ہے تعجب ہے تمہارے گاؤں میں نہیں پہنچی۔ تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں کتاب دیتا ہوں۔ سو حضرت صاحب ہم دونوں کو لے کر مسجد مبارک کے ساتھ والی کوٹھری میں تشریف لے گئے۔ وہاں بہت کتابیں رکھی تھیں۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا تمہارے گاؤں میں کتنے آدمی پڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے زیادہ کتابوں کے لالچ سے کہہ دیا کہ آٹھ نو آدمی پڑھے لکھے ہیں۔ حالانکہ صرف چار پانچ آدمی پڑھے ہوئے تھے۔ ان دنوں میں مَیں تیسری جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ اسکے بعد تمام علاقہ میں حضرت صاحب کا چرچا ہونے لگ گیا کہ قادیان والا مرزا مہدی اور مسیح ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ اور میں نے جلد ہی بیعت کرلی۔

(461) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس معہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور غلام قادر صاحب فصیح لدھیانہ محلہ اقبال گنج میں تشریف رکھتے تھے۔ دعویٰ مسیحیت ہو چکا تھا اور مخالفت کا زور تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی حضور کے مقابلہ میں آکر شکست کھا چکا تھا۔ غرض لدھیانہ میں ایک شورش ہو رہی تھی اور محرم بھی غالباً قریب تھا۔ اس پر لدھیانہ کے ڈپٹی کمشنر کو اندیشہ ہوا کہ کہیں لدھیانہ میں ان مولویوں کیوجہ سے فساد نہ ہو جاوے ان کو لدھیانہ سے رخصت کر دینے کا حکم دیا اور اس کام کیلئے ڈپٹی کمشنر نے ڈپٹی دلاور علی صاحب اور کرم بخش صاحب تھانہ دار کو مقرر کیا۔ ان لوگوں نے مولوی محمد حسین کو ڈپٹی کمشنر کا حکم سُنا کر لدھیانہ سے رخصت کردیا۔ اور پھر وہ حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور سڑک پر کھڑے ہوکر اندر آنے کی اجازت چاہی، حضرت صاحب نے ان کو فوراً اندر مکان میں بلا لیا اور ہم لوگوں کو حضرت صاحب نے فرمادیا کہ آپ ذرا باہر چلے جائیں۔ چنانچہ ڈپٹی صاحب وغیرہ نے حضرت صاحب کے ساتھ کوئی آدھ گھنٹہ ملاقات کی اور پھر واپس چلے گئے۔ ہم نے اندر جا کر حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیوں آئے تھے؟ جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ ڈپٹی کمشنر کا ایک پیغام لائے تھے کہ لدھیانہ میں فساد کا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ آپ کچھ عرصہ کیلئے یہاں سے تشریف لے جائیں۔ حضرت صاحب نے جواب میں فرمایا کہ اب یہاں ہمارا کوئی کام نہیں ہے اور ہم جانے کو تیار ہیں لیکن سردست ہم سفر نہیں کرسکتے کیونکہ بچوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ خیر کوئی بات نہیں ہم ڈپٹی کمشنر سے کہہ دیں گے اور ہمیں آپ کی ملاقات کا بہت شوق تھا سو شکر ہے کہ اس بہانہ سے زیارت ہوگئی۔ اسکے بعد حضرت صاحب اندرون خانہ تشریف لے گئے اور ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر کے نام لکھ کر لائے جس میں اپنے خاندانی حالات اور اپنی تعلیم وغیرہ کا ذکر فرمایا اور بعض خاندانی چٹھیات کی نقل بھی ساتھ لگادی۔ اس چٹھی کا غلام قادر صاحب فصیح نے انگریزی میں ترجمہ کیا اور پھر اسے ڈپٹی کمشنر صاحب کے نام ارسال کردیا گیا۔ وہاں سے جواب آیا کہ آپ کیلئے کوئی ایسا حکم نہیں ہے۔ آپ بے شک لدھیانہ میں ٹھہر سکتے ہیں جس پر مولوی محمد حسین نے لاہور جا کر بڑا شور برپا کیا کہ مجھے تو نکال دیا گیا ہے اور مرزا صاحب کو اجازت دی گئی ہے۔ مگر کسی حاکم کے پاس اس کی شنوائی نہیں ہوئی۔ اسکے بعد دیر تک حضرت صاحب لدھیانہ میں رہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت خلیفہ ثانی سے سنا ہوا ہے کہ اس موقعہ پر حضرت صاحب احتیاطاً امرتسر چلے آئے تھے اور امرتسر میں آپ کو ڈپٹی کمشنر کی چٹھی ملی تھی جس پر آپ پھر لدھیانہ تشریف لے گئے۔ **واللہ اعلم**۔ ان دونوں روایتوں میں سے کون سی درست ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ٹھیک ہوں۔ یعنی حضرت صاحب ڈپٹی دلاور علی صاحب وغیرہ کی ملاقات کے بعد احتیاطاً امرتسر چلے آئے ہوں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی دلاور علی صاحب وغیرہ کو ڈپٹی کمشنر کے حکم کے متعلق غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی اور ڈپٹی کمشنر کا منشاء صرف مولوی محمد حسین کے رخصت کئے جانے کے متعلق تھا چنانچہ ڈپٹی کمشنر کے جواب سے جو دوسری جگہ نقل کیا جاچکا ہے۔ پتہ لگتا ہے کہ اس نے کبھی بھی حضرت صاحب کے متعلق ایسے خیال کا اظہار نہیں کیا۔ **واللہ اعلم**۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان 2021 از صفحہ 1

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

☆ آج قادیان کے جلسہ سالانہ کا آخری سیشن ہے۔ اسی طرح افریقہ کے ایک ملک گنی بساؤ میں بھی جلسہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے بھی درخواست کی تھی کہ ہمیں بھی شامل کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور بھی ملک ہیں جہاں جلسے ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔ بہرحال قادیان کے جلسے کے ساتھ کیونکہ ان کا جلسہ بھی تھا اس لیے ان کا ذکر ہو گیا ہے۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم ہی اپنی اصلی حالت میں ہونے کی وجہ سے وہ تعلیم ہے جو خوبصورت معاشرہ قائم کرنے کے لیے اعلیٰ ترین تعلیم ہے۔ یہی وہ تعلیم ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو خدا تعالیٰ کے قریب بھی کرتی ہے اور پھر اس قرب کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش اور کوشش کی وجہ سے ایک حقیقی مسلمان کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف ایسی راہنمائی کرتی ہے جو بے مثال ہے۔ یہ حقوق کی ادائیگی ہے جو معاشرے کے امن وسلامتی کی بھی ضمانت ہے۔ آج کل امن وسلامتی کی باتیں ہوتی ہیں کہ کس طرح امن وسلامتی پیدا کی جائے۔

☆ حضور انور نے فرمایا کووڈ کی وبا نے دلوں کی کدورتیں دُور نہیں کیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ سے انسان کوئی سبق حاصل نہیں کر رہا۔ اگر یہی رویہ رہا تو بڑے خطرناک نتائج پیدا ہونگے۔ فرمایا: آج میں اسلام کی امن کی تعلیم کے چند پہلو بیان کروں گا اگر ان پر عمل ہو تو دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ گو دُنیا مذہب سے دُور ہو رہی ہے لیکن پھر بھی ایک ایسا طبقہ ہے جو مذہب کے حوالے سے دوسرے مذہب کو اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ ایک دوسرے کے مذہب کے بانی کو غلط کہہ کر اس پر الزام نہ لگاؤ۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ اسلام آخری مذہب ہے لیکن یہ نہیں کہتا ہے کہ باقی مذہب جھوٹے تھے۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے۔ قرآن کریم کی آیت وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ کی روشنی میں ایک مسلمان حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰؑ کو یا ہندوؤں کے اوتاروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ ہر قوم میں نبی آئے ہیں اور ابتدا میں تمام مذاہب کی بنیاد حق اور راستی پر تھی مگر مرور زمانہ کے باعث ان کی تعلیمات میں تبدیلی آ گئی۔ خدا کا فیض عام ہے جو تمام قوموں، تمام ملکوں اور تمام زمانوں پر محیط ہے تا کوئی قوم یا زمانہ بے نصیب نہ ٹھہرے۔ پس اسلام کہتا ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے کی عزت کرو اور ہر مذہب کے بانی کی عزت کرو۔

☆ اسلام کے بارے میں ایک غلط تصور قائم کیا گیا ہے کہ اسلام شدت پسند مذہب ہے اور ابتدا میں زبردستی مسلمان بنائے گئے حالانکہ اسلام اس کی نفی کرتا ہے جیسا کہ فرمایا: وَلَوۡ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ کُلُّہُمۡ جَمِیۡعًا ؕ اَفَاَنۡتَ تُکۡرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ○ (یونس:100)

☆ حضور انور نے فرمایا کہ اسلام میں تبلیغ کا حکم ہے، پیغام پہنچانے کا اور راستہ دکھانے کا حکم ہے۔ اس کے بعد حکم ہے کہ وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ ۙ (الکھف:30) پس اسلام نے اس دنیا میں نہ ماننے کی وجہ کسی کو سزا نہیں دی۔ اگر آج بھی مسلمانوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق ہو جائیں تو دنیا کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو جائے اور دنیا بھی دیکھے کہ اس سے جہاں دنیا میں امن قائم ہوگا وہاں مسلمانوں کی ساکھ بھی قائم ہو جائے گی۔

☆ پھر دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے ایک اصول یہ بتایا کہ کسی غلطی یا دشمنی پر معاف کرنا یا سزا دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَاَصۡلَحَ فَاَجۡرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیۡنَ ○ (الشوریٰ: 41) یعنی اصلاح مدنظر ہونی چاہئے۔ دیکھنا چاہئے کہ آیا سزا دینے سے اصلاح ہوتی ہے یا معاف کرنے سے۔ مقصد اصلاح ہونی چاہئے۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ امن قائم رکھنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ایک سنہری اصول بتایا کہ ظالم اور مظلوم دونوں سے ہمدردی کرو۔ اور فرمایا کہ ظالم کو ظلم سے روک کر اس سے ہمدردی کرو۔ اس چیز میں بہت کمی نظر آتی ہے۔ پس پائیدار امن اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب متوازن رویہ ہر سطح کے بااختیار لوگ اپنائیں۔

☆ پھر ایک برائی جس سے اسلام بڑی سختی سے روکتا ہے وہ بدظنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے، ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف میں اس کو بہت ہی برا قرار دیا ہے۔

☆ حضور انور نے فرمایا: وَلَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ یعنی اور اپنے ہی اموال اپنے درمیان جھوٹ فریب کے ذریعہ نہ کھایا کرو۔ فرمایا: یہ ظلم ہے۔ اس سے پھر رنجشیں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں جبکہ مادیت کی دوڑ بہت زیادہ ہو چکی ہے غلط رنگ میں دھوکا دے کر ایک دوسرے کا مال کھانے کی کوشش کی جاتی ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی یہ ظلم ہو رہا ہے۔ امیر ممالک غریب ممالک کی دولت غلط رنگ میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے کھا رہے ہیں۔

☆ حضور انور نے فرمایا: پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض تجارتیں ظلم کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ چھوٹی سطح پر بھی اور بڑی تجارتوں کی شکل میں بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ○ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ○ یعنی ہلاکت ہے تول میں ناانصافی کرنے والوں کیلئے یعنی وہ لوگ کہ جب وہ لوگوں سے تول لیتے ہیں بھرپور (پیمانوں کے ساتھ) لیتے ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ ہر قسم کے لین دین میں دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو۔

☆ حضور انور نے فرمایا کہ امن وسلامتی کو برباد کرنے میں تکبر ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ اسلام اس کو سختی سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ۚ اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ○ یعنی اور زمین میں اکڑ کر نہ چل تو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تکبر نہ کرو اور اردگرد کے لوگوں کو ذلیل، حقیر نہ سمجھو۔ تکبر کر کے کوئی حقیقی مقام نہیں ملتا۔ عاجزی ہی ہے جو حقیقی سرداری دیتی ہے اور لیڈر بناتی ہے۔ یہی سرداری ہے جو دیرپا امن قائم کرنے والی بن سکتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَمَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ○ (النساء:37)

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ انسان اس کے مطابق اگر انسان زندگی گزارے تو امن برباد کرنے والے تمام اسباب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ معاشرے کے تمام لوگ جن سے واسطہ پڑتا ہے اس میں آ جاتے ہیں۔

☆ غصے کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا کہ غصے سے جھگڑے شروع ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جو شخص غضب میں آ جاتا ہے اس کی زبان سے حکمت اور معرفت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔

☆ سورۃ النحل کی آیت 91 کی روشنی میں حضور انور نے فرمایا پہلا درجہ عدل کا ہے۔ آپس میں عدل کا معاملہ کرو۔ دوسرا درجہ احسان کا ہے۔ اس میں عفو، درگزر، غریب کی مدد، صدقہ، خیرات تمام چیزیں آ جاتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر ایک درجہ ایتاء ذی القربیٰ ہے جہاں رشتہ داروں جیسا سلوک ہو جہاں کوئی ذاتی غرض نہ ہو جیسے ایک ماں اپنے بچوں سے محبت کرتی ہے۔

☆ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کے بعد اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے دنیا کے لیے اپنے ہر عمل میں نمونہ قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امن کے حوالے سے جو بعض باتیں میں نے بیان کی ہیں ان پر ہم لوگ خود حقیقی رنگ میں عمل کرنے والے ہوں۔ دنیا کو اس سے آگاہ کریں کہ دنیا اپنے خود غرضانہ مفادات کے حصول کی وجہ سے تباہی کے گھڑے کی طرف جا رہی ہے، حقیقی امن خدا تعالیٰ کے حکموں پر چل کر ہی قائم ہو سکتا ہے اور کوئی دُنیاوی نظام اسکے پائدار قیام میں مددگار نہیں ہو سکتا۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ہر احمدی کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ جلسے کی برکات کو بھی شاملین ساتھ لے کر جانے والے ہوں۔ دنیا میں ہر جگہ اس جلسے کے پروگرام کو سننے والے ایک جوش اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے والے ہوں۔ اور اپنے علاقوں میں اسلام کی پاک تعلیم کی روشنی میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں۔ سب شاملین کو اللہ تعالیٰ خیریت سے اپنے گھروں کو لے کر جائے۔ قادیان میں جو آئے ہوئے ہیں وہ بھی، جو افریقہ میں گنی بساؤ میں ہیں وہ بھی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

☆ اب ہم دعا کریں گے۔ خاص طور پر یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں حقیقی رنگ میں وہ حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ایک بیعت کا حق ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ہم سے توقع کی ہے۔ اب دعا کر لیں۔

☆ حضورِ انور نے ہندوستانی وقت کے مطابق شام 5 بجکر 25 منٹ پر دعا کروائی اور اسلام آباد اور قادیان کے علاوہ دنیا کے تمام خطوں میں بسنے والے احمدی مسلمان ایم ٹی اے کے بابرکت مواصلاتی رابطے کے ذریعہ سے اپنے امام کی معیت میں دعا میں شامل ہوئے۔

☆ دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت وہاں جو جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں ان کی حاضری 2118 ہے، 8 ممالک کی نمائندگی ہے، اس کے علاوہ بھی لوگ مختلف جگہوں پر وہاں بیٹھے ہوئے جلسہ سن رہے ہیں ان کی تعداد کافی ہے۔ کل تعداد وہاں قادیان میں جلسہ سننے والوں کی شاید 6 ہزار سے زیادہ ہی ہوگی۔

☆ بعد ازاں حضور انور نے ازراہِ شفقت ترانہ پیش کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ مردانہ جلسہ گاہ سے 8 گروپس اور لجنہ کے جلسہ گاہ سے دو گروپس نے اردو، عربی اور کشمیری زبانوں میں ترانے پیش کیے۔

☆ ترانوں کے بعد 5 بجکر 52 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر کے تمام شاملین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زریں نصائح اور ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133
طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

کورونا وائرس کے بعد معاشی حالات کو stable ہوتے ہوتے کئی سال لگ جائیں گے، ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ نہ کرے کہ جنگوں کے حالات ہوں اور جو دنیا کے لیڈر رہیں وہ عقل کریں اور یہ کوشش کریں کہ جلدی سے جلدی نارمل حالات قائم ہو جائیں لیکن اس کیلئے یہی ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 22)

سوال ایک خاتون نے اپنی بچی کی قبل از پیدائش وفات پر بعض سوالات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض استفسار تحریر کیے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 20؍فروری 2020ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات ارشاد فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب جو بچی پیدائش سے پہلے فوت ہوگئی ہے اس کی تصویر گھر میں لگا کر اپنے آپ کو مزید تکلیف دینے والی بات ہے۔ اور ویسے بھی چونکہ وہ بچی پیدا ہونے سے پہلے فوت ہوگئی تھی اس لیے ہوسکتا ہے کہ اسکی تصویر اتنی صاف نہ ہو اور دوسرے بچوں کو خوفزدہ کرنے کا باعث ہو۔ اس لیے اس بچی کی تصویر گھر میں لگانے اور اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں۔

پیدائش سے پہلے فوت ہونے والے بچوں کو عموماً نہ غسل دیا جاتا ہے اور نہ ان کا جنازہ ہوتا ہے لیکن اگر کوئی والدین اپنی دلی تسکین کیلئے ایسا کرلیں تو اس میں حرج بھی کوئی نہیں۔

جہاں تک روزانہ قبرستان جانے کی بات ہے تو اگر آپ بچی کی قبر پر جا کر صبر کرسکتی ہیں اور آپ کے روزانہ قبرستان جانے میں آپ اور باقی گھر والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو کچھ دن روزانہ قبرستان جا کر دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر وہاں جانے سے آپ کی طبیعت پر بُرا اثر پڑتا ہو اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہو تو پھر روزانہ قبرستان جانے کی بجائے گھر میں ہی رہ کر دعا کریں اور یاد رکھیں کہ یہ بچی دراصل آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک امانت تھی جو اس نے آپ کو اتنے ہی وقت کیلئے عطا فرمائی تھی اور جب یہ وقت ختم ہوا تو اس نے اپنی امانت واپس لے لی۔ لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر آپ کو اس پر صبر کرنا چاہیے۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ غیر احمدی مسلمان جن میں میرے خاندان والے بھی شامل ہیں اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے کہ جس نے میری ساری کتب تین دفعہ نہیں پڑھیں اسے میرے دعویٰ کی سمجھ نہیں ہے۔ اور پھر وہ پوچھتے ہیں کہ کیا سب احمدیوں نے یہ کتب تین دفعہ پڑھی ہیں؟ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 20؍فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں یہ نہیں لکھا کہ جس نے میری ساری کتب تین دفعہ نہیں پڑھیں اسے میرے دعویٰ کی سمجھ نہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ ’’اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 403)

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب ہے کہ جن لوگوں کی دنیاوی کتب اور علوم کی طرف توجہ رہتی ہے اور دینی کتب اور علوم کی طرف توجہ نہیں کرتے ان میں ایک طرح کا تکبر پایا جاتا ہے کیونکہ وہ دنیاوی علوم کو ہی کافی سمجھتے ہیں حالانکہ انسان کی نجات کیلئے دینی علوم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے اور دینی علم دینی کتب کے پڑھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

ایک جگہ حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی کے بارے میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا: ’’ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک بغور پڑھیں بلکہ اس کو یاد کرلیں۔ کوئی مولوی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا کیونکہ ہر قسم کے ضروری امور کا اس میں بیان کیا گیا ہے اور اعتراضوں کے جواب دیئے گئے ہیں۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 235، ایڈیشن 1988ء)

پس اگر یہ بات درست ہوتی کہ جو شخص حضور علیہ السلام کی تمام کتب کو تین تین مرتبہ نہیں پڑھتا اسے دعویٰ کی سمجھ نہیں آسکتی تو حضور علیہ السلام حقیقۃ الوحی کے بارے میں ایک دفعہ غور سے پڑھنے کی تاکید نہ فرماتے بلکہ فرماتے کہ اسے بھی باقی کتب کی طرح تین تین دفعہ پڑھیں۔

حضور علیہ السلام نے خود ایسا کہیں نہیں تحریر فرمایا البتہ سیرت المہدی میں ایک روایت ہے کہ ’’حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی، جلد اوّل، صفحہ 365، روایت نمبر 410)

اور اس روایت کا بھی وہی مطلب ہے جو اوپر میں نے بیان کر دیا ہے کہ دینی کتب کو چھوڑ کر صرف دنیوی کتب پڑھنا اور دینی علوم کو چھوڑ کر صرف دنیوی علوم حاصل کرنا انسان میں کبر کے پائے جانے کی عکاسی کرتا ہے۔ پس ہر احمدی کو زیادہ سے زیادہ ان روحانی خزائن سے استفادہ کرنا چاہیے۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ خطبہ جمعہ کے آخر پر امام نیچے بیٹھتا ہے اور پھر اٹھ کر خطبہ ثانیہ پڑھتا ہے، وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 23؍فروری 2020ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ چنانچہ کتب احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کا یہ طریق بیان ہوا ہے کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور جب وعظ و نصیحت وغیرہ سے فارغ ہوتے تو چند لمحوں کیلئے خاموشی سے نیچے بیٹھ جاتے اور پھر اٹھ کر خطبہ ثانیہ ارشاد فرماتے۔ اسکی وجہ جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے شاید یہ ہے کہ اسکے ذریعہ دونوں خطبوں میں فرق واضح کیا جاسکے۔

لیکن اسکے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اگر کوئی امام کسی تکلیف کی وجہ سے بیٹھ نہ سکے تو وہ پہلا خطبہ دے کر چند لمحے خاموشی سے کھڑے رہ کر خطبہ ثانیہ پڑھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کیا کرتے تھے، جب آپ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے نیچے بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ اس وقت آپ پہلا خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد چند لمحوں کیلئے خاموشی سے کھڑے رہتے اور پھر خطبہ ثانیہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح جب میرا پتّہ کا آپریشن ہوا تھا تو اسکے بعد جو پہلا جمعہ آیا تھا اسکے خطبے کے دوران میں نے بھی یہی طریق اختیار کیا تھا کہ چند لمحے خاموشی سے کھڑے رہ کر خطبہ ثانیہ پڑھا تھا۔

سوال ایک جماعتی عہدیدار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں احمدی لڑکیوں کو غیر احمدی اور غیر مسلم مردوں سے شادی کی اجازت ملنے پر فکر مندی اور پریشانی کا اظہار کرکے اس بارے میں راہ نمائی چاہی؟ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 29؍فروری 2020ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور نے فرمایا:

جواب اسلام کے بعض احکامات انتظامی نوعیت کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے عامۃ المسلمین کو تو ان میں کسی قسم کی تبدیلی کا اختیار نہیں دیا لیکن اپنے نبی اور اس کی نیابت میں خلفاء کو ان میں تبدیلی کرنے اور حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔

میرے نزدیک مسلمان مرد اور عورت کا غیر مسلموں کے ساتھ نکاح کا معاملہ بھی اسی قسم کے انتظامی معاملات میں سے ہے۔ پس احمدی مرد ہو یا عورت اسکا کسی غیر احمدی یا غیر مسلم سے نکاح کی اجازت کا معاملہ خلیفۂ وقت کی صوابدید پر ہے، کسی اور کے پاس اسکا اختیار نہیں۔ خلیفۂ وقت ہر کیس میں حالات کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ لہٰذا جب میرے سے اجازت کیلئے رابطہ کیا جاتا ہے تو آپکا کام ہے کہ آپ اپنی رائے کے ساتھ مجھے رپورٹ بھجوائیں۔ آپ لوگوں کا اس سے زیادہ کام نہیں ہے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اطفال الاحمدیہ جرمنی کی Virtual ملاقات مورخہ 29؍نومبر 2020ء میں ایک طفل کے اس سوال پر کہ کورونا وائرس کیلئے جو آج کل ٹیکہ آیا ہوا ہے کیا وہ ہمیں لگوانا چاہیے یا نہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا:

جواب اگر ثابت ہو جائے کہ وہ اچھا علاج ہے اور اگر گورنمنٹ کہتی ہے کہ لگواؤ تو لگوا لو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن پہلے اس کا لوگوں کو تجربہ تو ہو جائے کہ جن کو لگا ہے ان کو فائدہ بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ صرف سوئی چبھونے کیلئے نہ ٹیکہ لگوا لو۔ اگر فائدہ ہوتا ہے تو ضرور لگوانا چاہیے، کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے عرض کیا کہ حضور اتنے سارے کام اکٹھے کس طرح کر لیتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جواب ایک یہ کہ جب وقت ملے اپنا روز کا کام روز کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ دوسرا یہ کہ بعض دو دو کام ایک وقت میں بھی ہو جاتے ہیں۔ اب میں کسی کی باتیں سن رہا ہوں اور ساتھ کوئی خط بھی پڑھ لوں تو دو کام ایک وقت میں کرسکتا ہوں۔ اس طرح پھر تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ انسان کا ارادہ ہو کہ میں نے اپنا کام ختم کرنا ہے۔ جب کام ختم کرنے کا ارادہ ہو تو پھر انسان توجہ سے کام کرتا ہے تو کام ختم ہو جاتا ہے۔ تم لوگ بھی محنت کرو گے تو تمہارا کام بھی ختم ہو جایا کرے گا۔ اگر تم محنت کی عادت ڈال لو تو تم بھی اسی طرح کرلو گے، یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سوال اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے عرض کیا کہ حضور اپنے خطبات جمعہ کی تیاری کس طرح کرتے ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جواب بعض ریسرچ والے مضامین ہوتے ہیں۔ مثلاً آج کل میں صحابہ کی ہسٹری بیان کر رہا ہوں۔ اس میں جو ریسرچ والی ٹیم میرے ساتھ ہے وہ حوالے وغیرہ نکال کے مجھے دیتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے خطبات جو عموماً تحریک جدید پہ، وقف جدید پہ یا تربیت پہ میں دیتا ہوں اس کیلئے میں خود کوئی نہ کوئی قرآنی آیت لے کے اور پھر اس کی تشریح اور تفسیر کرنے کیلئے میں خود اپنے ہاتھ سے سارے حوالے تیار کرلیتا ہوں۔ اس میں بھی اگر کوئی حوالے لینے ہوں تو یہ ریسرچ ٹیم میری مدد کردیتی ہے۔ بعض دفعہ میں خود ہی سارے حوالے نکال لیتا ہوں اور بعض دفعہ میں اپنی ٹیم سے کہتا ہوں کہ مجھے فلاں فلاں ریفرنس نکال کے دے دو۔ پھر میں خطبہ جمعہ تیار کرلیتا ہوں۔

سوال اسی ملاقات میں ایک اور طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا ہے کہ ہم جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں، اور اگر وہ جانتا ہے تو پھر ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب دیکھو ایک اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور ایک ہمارا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ فلاں شخص دوزخ میں جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ ہر شخص کو رستہ بتاتا ہے کہ تم یہ نیک کام کرو گے تو جنت میں جاؤ گے۔ یہ بُرے کام ہیں، یہ کرو گے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے انجام بخیر ہونے کی دعا مانگنی چاہیے کہ جب ہمارا مرنے کا وقت آئے تو اس وقت ہم اللہ کی باتوں پہ ایمان لانے والے ہوں تا کہ ہم جنت میں جائیں۔ یا ہماری ایسی کوشش ہو۔ قرآن شریف نے بھی ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ ہم اس وقت مریں جب اللہ تعالیٰ ہمارے سے راضی ہو۔ تو مقصد یہی ہے کہ ہم اُس وقت جنت میں جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ باقی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے وہ کسی کو بخش بھی دیتی ہے۔ ایک شخص کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ وہ بہت گناہ گار تھا، اس نے بے شمار قتل کیے ہوئے تھے، ننانوے قتل کیے ہوئے تھے۔ اس کو خیال آیا کہ میں بڑا بُرا آدمی ہوں، میں اپنی اصلاح کرلوں تا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور میں جنت میں چلا جاؤں۔ وہ ایک مولوی کے پاس گیا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ میں نے اتنے قتل کیے ہیں، بہت گناہ گار ہوں۔ کیا میں جنت میں جاسکتا ہوں؟ اس نے کہہ دیا کہ نہیں تم جنت میں نہیں جاسکتے۔ تم دوزخ میں جاؤ گے ہی جاؤ گے۔ اس پہ اس نے اس کو بھی قتل کر دیا کہ جہاں ننانوے قتل کیے ہیں ایک اور قتل کرو تا کہ سو پورے ہو جائیں۔ سو قتل کرنے کے بعد پھر اس نے کسی اور سے پوچھا کہ بھئی کوئی ایسا رستہ ہے جہاں

میں اللہ کو راضی کرسکوں؟ اس شخص نے کہا ہاں فلاں شہر میں ایک شخص بیٹھا ہے وہ تمہیں صحیح رستہ بتا سکتا ہے، اسکے پاس جاؤ۔ جب وہ وہاں جا رہا تھا تو وہ راستے میں مر گیا، اس کو موت آ گئی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو جس سے وہ قتل کر کے نکلا تھا اس سے دور کر دیا اور جس طرف وہ جا رہا تھا اس کو اسکے قریب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تمثیلی زبان استعمال کی اور پھر فرشتوں کو کہا کہ جاؤ اور بتاؤ اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے۔ دونوں فرشتے آئے ایک دوزخ میں لے جانے والا اور ایک جنت میں لے جانے والا۔ اب دونوں لے جانے والوں میں جھگڑا ہو گیا۔ جو دوزخ میں لے جانے والا فرشتہ تھا وہ کہتا تھا کہ اس نے سو قتل کیے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ سے کہہ کر اس کو دوزخ میں ڈلوا دینا ہے۔ جو جنت میں لے جانے والا تھا وہ کہتا تھا کہ نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ جا کر اس کا راستہ ناپو۔ اس نے کہا اچھا۔ پھر فیصلہ یہ ہوا کہ ہم فاصلہ ناپتے ہیں اگر تو یہ اس شہر کے قریب ہوا جہاں یہ اپنے گناہ بخشوانے کیلئے جا رہا تھا تو یہ جنت میں چلا جائے گا اور اگر یہ اس شہر کے قریب ہوا جہاں سے یہ قتل کر کے نکل رہا تھا تو دوزخ میں جائے گا۔ پھر جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے وہ فاصلہ کم کر دیا اور جب فاصلہ ناپا گیا تو اس شہر کے وہ زیادہ قریب ہو گیا جہاں وہ گناہ بخشوانے کیلئے جا رہا تھا۔ اور صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا، ایک ہاتھ کا، (اس موقعہ پر حضور انور نے اپنے ہاتھ کی بالشت بنا کر اطفال کو دکھاتے ہوئے فرمایا) صرف اتنا فاصلہ اس طرف کم تھا اور دوسری طرف زیادہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا اور جنت میں لے گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت ہے اور ایک دوسری روایت بھی ہے کہ ایک شخص نے کسی کو کہا کہ کیا میں بخشا جاؤں گا؟ اس نے کہا نہیں، تم بہت گناہ گار آدمی ہو، تم نہیں بخشے جا سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ جو نیک آدمی تھا، بڑی نمازیں پڑھنے والا تھا، اپنے آپ کو بڑا نیک سمجھتا تھا، اس کو کہا کہ تم کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے والے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا۔ پھر قسمت سے دونوں ایک ہی وقت میں اکٹھے مر گئے اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس نیک آدمی کو جس نے گناہ گار آدمی کو کہا تھا کہ تم دوزخ میں جاؤ گے اور میں جنت میں جانے والا ہوں، میری گارنٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہاری گارنٹی کہاں سے آ گئی؟ چلو تمہیں میں دوزخ میں ڈالتا ہوں اور جس کو تم کہہ رہے تھے کہ دوزخ میں جاؤ گے اور جنت میں نہیں جاؤ گے اس کو میں جنت میں ڈالتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت تو یہ ہے۔ اس لیے ہمارا کام یہ ہے کہ ہم کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز پہ قادر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن بھی ہے، اس کی رحمانیت بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے، بخشنے والا بھی ہے۔ تو آخر میں آ کر اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے کو بدل کے تقدیر بدل بھی سکتا ہے۔ جب اس میں ہر قدرت ہے تو اس کو یہ قدرت بھی ہے کہ وہ اپنا فیصلہ بدل دے۔ اس لیے اگر تم نے یہ کہہ دیا کہ جی اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم نے دوزخ میں جانا ہے تو چلو گناہ کرتے رہو کوئی بات نہیں۔ فلاں کام کرتے رہو، حرام چیزیں کھاتے رہو اور سور کھاتے رہو اور شراب پیتے رہو اور گناہ کرتے رہو تو کچھ نہیں ہو گا۔ اب اتنا کچھ کر لیا ہے، اللہ نے ہمیں کہاں بخشنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے نہیں، کوشش کرو، کوشش کرو میں آخر میں بھی تمہیں بخش سکتا ہوں۔ اس لیے کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ شروع میں ہی بخش دے اور پھر انسان یہ دعا مانگے کہ میرا انجام بخیر ہو اور میں آخر تک نیکیاں ہی کرتا رہوں۔ اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے ناں؟ اللہ تعالیٰ مالک ہے اس کو ہر چیز کا اختیار ہے۔ وہ آخر میں آ کے تمہیں بخش بھی سکتا ہے۔ تم نے کہہ دینا ہے کہ میری تقدیر کا فیصلہ ہو گیا میں تو گناہ گار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر میں سو قتل کرنے والے کو بخش سکتا ہوں تو تمہیں بھی بخش سکتا ہوں۔

سوال اسی Virtual ملاقات مورخہ 29/نومبر 2020ء میں ایک اور طفل نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ کورونا وائرس کے ختم ہونے کے بعد دنیا پھر سے ویسے ہی نارمل ہو سکتی ہے جیسے پہلے تھی؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ نارمل ہو جائے گی لیکن کورونا وائرس کے بعد دنیا کے جو معاشی حالات، Economic حالات ہو گئے ہیں اس کا اثر دنیا پہ پڑے گا اور اگر معاشی لحاظ سے کچھ نہ بھی ہو، اگر جنگ نہ بھی ہو تب بھی معاشی حالات کو Stable ہوتے ہوتے کئی سال لگ جائیں گے۔ لیکن عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ جب ایسے حالات ہوتے ہیں تو معاشی حالات بگڑتے ہیں اور پھر جنگوں کی صورت بھی پیدا ہوتی ہے اور آج کل جو دنیا کی حالت ہے وہ یہ ہے کہ جنگوں کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اگر کورونا وائرس کے بعد جنگ ہو جاتی ہے تو پھر اور بھی خطرناک حالات ہو جائیں گے اور پھر اس کو نارمل ہوتے ہوتے بھی کئی سال لگ جائیں گے۔ اس لیے ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے اور جو دنیا والے ہیں اس عرصے میں دنیا کی طرف جھکنے اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق مارنے اور غصب کرنے کی بجائے عقل کریں، ان کے لیڈر عقل کریں اور امن اور سکون سے رہنے کی کوشش کریں اور آپس میں اکٹھے ہو کے، دنیا کو ایک رکھ کے کوشش کریں تو جلدی دوبارہ نارمل حالات پیدا کر لیں گے۔ لیکن اگر انہوں نے یہ کوشش نہ کی تو پھر حالات نارمل نہیں ہوں گے۔ پھر حالات نارمل ہوتے ہوئے کئی سال لگیں گے اور بڑی خوفناک صورت حال پیدا ہو گی۔ ویسے مجھے لگ رہا ہے کہ کورونا وائرس ختم ہونے کے بعد کہیں جنگوں کے حالات نہ شروع ہو جائیں۔ اور پھر حالات نارمل ہوتے ہوتے کئی سال لگ جائیں گے۔ اس لیے ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ نہ کرے کہ جنگوں کے حالات ہوں اور جو دنیا کے لیڈر ہیں وہ عقل کریں اور یہ کوشش کریں کہ جلدی سے جلدی نارمل حالات قائم ہو جائیں لیکن اس کیلئے یہی ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اگر اللہ کی طرف رجوع نہیں کریں گے تو پھر کوئی اور وبا، کوئی اور بلا، کوئی اور چیز ان پہ آئے گی اور پھر ان کو مار پڑے گی۔ تو جب تک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے، اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتے اور اسکے بندوں کے حق ادا نہیں کرتے اس وقت تک حالات نارمل نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہم احمدیوں کو بھی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے، تبلیغ کرنی چاہیے اور لوگوں کو بتانا چاہیے کہ دنیا کے حالات نارمل کرنے کیلئے ایک ہی علاج ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو، اللہ تعالیٰ کی طرف واپس آ جاؤ، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والے بنو اور اسکے بندوں کے حق ادا کرنے والے بنو۔ ٹھیک ہے؟

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5/نومبر 2021)

......☆......☆......☆......

ہر ایک احمدی مسلمان کو روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھنے میں بہت باقاعدہ اور وقت کا پابند ہونا چاہئے، قرآن مجید کی تلاوت بھی باقاعدگی سے ہونی چاہئے، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی باقاعدگی سے ہونا چاہئے

اراکین نیشنل عاملہ و مربیان سلسلہ نائیجیریا کی حضور انور کے ساتھ آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

ہر لڑکی کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیں

اراکین نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ نائیجیریا کی حضور انور سے آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں ہدایات

مورخہ 20/فروری 2021ء کو نیشنل مجلس عاملہ نائیجیریا بشمول مبلغین کرام، ڈاکٹرز اور ٹیچرز کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ ملاقات احمدیہ مسلم جماعت نائیجیریا کے ہیڈکوارٹر Lagos، Ojokoro میں موجود لجنہ کمپلیکس میں منعقد ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا سے ملاقات کا آغاز فرمایا اور اس کے بعد تعارف کے ساتھ ساتھ اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔

حضور انور نے نیشنل سیکرٹری تعلیم نائیجیریا کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

”آپ کو اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہئے۔ کمیٹی کا مقصد سیکنڈری سکول جانے والے طلباء کی مدد کرنا ہے کہ وہ مقامی حالات اور مقامی ضرورت کے مطابق مزید تعلیم کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔“

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نیشنل سیکرٹری تربیت کو اپنی نصائح میں فرمایا:

”ہر ایک احمدی مسلمان کو روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھنے میں بہت باقاعدہ اور وقت کا پابند ہونا چاہئے، قرآن مجید کی تلاوت بھی باقاعدگی سے ہونی چاہیے، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی باقاعدگی سے ہونا چاہئے اس سلسلے میں آپ ممبرز کیلئے بھی کچھ کتابیں میسر کریں جو وہ پڑھ سکتے ہیں، وہ کتابیں جن کا انگریزی میں ترجمہ کیا گیا ہے، تا کہ وہ پڑھ سکیں اور جان سکیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد کیا ہے؟ ان کا دعویٰ کیا ہے اور وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں اور احمدی مسلمان کو کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔“

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اگر تربیت کا شعبہ سرگرم ہو اور آپ اپنا کام باقاعدگی سے اور احسن طریق پر کریں تو باقی شعبے بھی آسانی سے چلیں گے۔

علاوہ ازیں حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ہر سو افراد کی جماعت میں ایک لوکل مشنری ضرور ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ فرمایا کہ عاملہ کے ہر ممبر کو سال میں دو ہفتے وقف عارضی کرنی چاہیے۔

ملاقات کے دوران حضور انور نے ہر ایک سے ازراہ شفقت تعارف حاصل کیا۔ جو احباب بیمار تھے ان سے حضور انور نے خصوصی طور پر حال دریافت فرمایا۔

......☆......☆......☆......

اس سے اگلے روز 21/فروری 2021ء کو لجنہ اماء اللہ نائیجیریا کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضور انور نے اسلام آباد، ٹلفورڈ میں واقع اپنے دفتر سے اس اجلاس کی صدارت کی، جب کہ نائیجیریا میں لجنہ کی عاملہ ممبرات Lagos،Ojokoro میں موجود لجنہ کمپلیکس سے اس اجلاس میں شامل ہوئیں۔

میٹنگ کے دوران حضور انور نے لجنہ اماء اللہ کی متعلقہ ممبرات کو تفویض کی گئی مختلف ذمہ داریوں کا خاکہ پیش کیا اور اپنے محکموں کی سرگرمیوں کو بہتر بنانے کیلئے راہ نمائی فراہم کی۔ پندرہ سال تک کی لڑکیوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کی ذمہ دار سیکرٹری ناصرات سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس بات کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے کہ کتنی ناصرات جماعتی پروگرامز میں حصہ لے رہی ہیں۔

حضور انور نے سیکرٹری صحت جسمانی کو ہدایت کی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ صحت مند زندگی گزارنے کیلئے خواتین باقاعدگی سے ورزش کریں اور اس سلسلے میں ان کی راہ نمائی بھی کی جائے۔

اس ملاقات کے دوران سیکرٹری صنعت و تجارت نے ملک بھر سے لجنہ اراکین کی تیار کردہ کچھ مصنوعات جن میں بیگز اور دیگر اشیاء شامل تھیں حضور انور کو دکھائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”ہر لڑکی کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیں۔“

اجلاس کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”آپ کے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے اور مَیں امید کرتا ہوں کہ لجنہ اس کو سرانجام دے سکتی ہے اور اگر آپ ایسا کرتی ہیں تو اس سے مردوں کو بھی زیادہ سرگرم رہنے کی ترغیب ملے گی۔ لجنہ سے میری توقعات مردوں سے زیادہ ہیں۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری توقعات کو پورا کریں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر لحاظ سے سلامتی میں رکھے۔“

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ دونوں ملاقاتیں بہت ایمان افروز تھیں۔ شاملین نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ان کی زندگی کا بہترین دن تھا۔ خاص طور پر وہ افراد جن کو ابھی تک حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا، ان کے جذبات دیدنی تھے۔ تمام شاملین نے اس ملاقات کو اپنے ایمان میں ترقی کا موجب بتایا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور انور کی تمام نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ پر محیط تھی۔ تمام شاملین نے اس روحانی مائدہ سے استفادہ کیا۔ خدا تعالیٰ پیارے حضور کو صحت و سلامتی والی فعال عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ: راجہ اطہر قدوس، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل نائیجیریا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 27/اپریل 2021)

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10476: مَیں شامی زوجہ مکرم محمد شریف صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال پیدائشی احمدی، ساکن گاؤں نبی پور تحصیل گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26؍نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالیاں ایک جوڑی 1 تولہ، ایک ناک کی لونگ نصف تولہ (ہر دو زیورات 22 کیریٹ)، حق مہر -/10,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالرحیم — الامۃ: شامی — گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10477: مَیں محمد شریف ولد مکرم امام دین الیاس ماہی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 39 سال تاریخ بیعت 1985، ساکن گاؤں نبی پور تحصیل گورداسپور ضلع گرداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26؍نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/7200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالرحیم — العبد: محمد شریف — گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10478: مَیں نیلم بیگم زوجہ مکرم محمد اکبر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال تاریخ بیعت 2005، ساکن جماعت احمدیہ دڑے والی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15؍نومبر 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/50,000 روپئے، زیور طلائی: ایک انگوٹھی وزن 1 تولہ 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اکبر — الامۃ: نیلم بیگم — گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10479: مَیں محمد انور ولد مکرم نواب دین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ دڑے والی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25؍نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/27,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منگا دین — العبد: محمد انور — گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10480: مَیں کرم دین خان ولد مکرم سراج دین خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان ریٹائرڈ عمر 56 سال پیدائشی احمدی، ساکن گاؤں دڑے والی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25؍نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان 15 مرلہ زمین پر، زمین 4.50 کنال۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/26,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منگا دین — العبد: کرم دین خان — گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10481: مَیں یاسمین زوجہ مکرم محمد انور صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال تاریخ بیعت 2020، ساکن گاؤں دڑے والی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25؍نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/2100 روپئے، زیور طلائی 2 انگوٹھی وزن 1 تولہ 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منگا دین — الامۃ: یاسمین — گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10482: مَیں محمد اکبر ولد مکرم تاج دین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 38 سال پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ دڑے والی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15؍نومبر 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان 14 مرلہ زمین پر مشتمل۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد بھٹی — العبد: محمد اکبر — گواہ: سید عبدالمومن

نماز جنازہ غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21؍اکتوبر 2021ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ امۃ الباسط شاہد صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا عطاء الکریم شاہد صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ (یو.کے)

15؍اکتوبر 2021ء کو 80 سال کی عُمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت قاضی عبد السلام بھٹی صاحب کی بیٹی اور حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم کی بہو اور مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) کی بھابھی تھیں۔ مرحومہ بہت دیندار، عبادت گذار اور خلافت سے دلی محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی، غُرباء کی ہمدرد اور جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ اپنے ربوہ قیام کے دوران لجنہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے اور متعدد نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ مسرت بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اشرف صاحب (گوٹھ نتھے خان، ضلع خیر پور تحصیل گمبٹ، سندھ)

6؍اکتوبر 2021ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے مقامی سطح پر صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، متوکل علی اللہ، ملنسار، خوش مزاج ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ عہدیداران بالخصوص مربیان کی بہت عزت کرنے والی اور خلافت کی فدائی تھیں۔ حضور انور کے خطبات اور خطابات بڑی باقاعدگی اور اہتمام سے سنتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم کاشف علی صاحب مربی سلسلہ آجکل وکالت تصنیف ربوہ کے فارسی ڈیسک میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم بشیر الدین محمود صاحب (امریکہ)

24؍ستمبر 2021ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے مقامی جماعت Fitchburg میں بطور صدر خدمت کی توفیق پائی۔ بہت دعا گو، تہجد گزار ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بہت پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔ بچوں اور بڑوں سب کو جماعت اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ گرجا گھروں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جا کر بھی اسلام واحمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ مقامی اخبارات میں کئی بار آپ کے انٹرویو بھی چھپتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرمہ نور بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الکریم صاحب (درگا رام پور ضلع برہمن بڑیہ، بنگلہ دیش)

8؍اگست 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ لمبا عرصہ مقامی مجلس میں صدر لجنہ کے طور پر کام کرتی رہیں۔ جماعت کے جو بھی لوگ آتے ان کی خود بڑے شوق سے مہمان نوازی کرتی تھیں۔ تقریباً ہر رمضان میں اعتکاف کرتی تھیں۔ مالی قربانی اور صدقہ وخیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ خلافت سے بے حد محبت تھی۔ آپ کی ایک نواسی کی شادی مکرم راسل سرکار صاحب (مربی سلسلہ) کے ساتھ ہوئی ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا۔

(4) مکرم تنویر احمد صاحب (ملیر کالونی، کراچی)

12؍اگست 2021ء کو 33 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نیک مخلص اور فرمانبردار نوجوان تھے اور اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ تین بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

(5) مکرمہ سیدہ ہادی ناصر صاحبہ
اہلیہ مکرم مرزا مشتاق احمد ناصر صاحب مرحوم (کینیڈا)

3؍اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نے لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ کے مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران وہاں لجنہ کی تنظیم قائم کرنے کے علاوہ ایک حج اور متعدد عمرے کرنے کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، ہمدرد، مہمان نواز، اعلیٰ اخلاق کی مالک، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی مکرمہ مینا ناصر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا میں نیشنل سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

(6) مکرمہ آصفہ شریف صاحبہ
اہلیہ مکرم پروفیسر محمد شریف صاحب (ربوہ)

14؍اکتوبر 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بڑی ہمدرد، اچھے اخلاق کی مالک ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

(قرآن مجید کی 26 آیات پر اعتراضات کے جوابات)

محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ شمالی ہند قادیان

(قسط:11)

ہر نبی اور رسول جو آیا اس نے لوگوں کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور اسکی عبادت میں یہ حکمت بتائی کہ وہ مالک کائنات ہے اور اسی کے حکم سے اس کائنات میں ہر چیز اپنا فریضہ ادا کر رہی ہے۔

تقریباً ہر مذہب کے عقیدے کے مطابق اس کائنات کو پیدا کرنے والا ایک خالق و مالک ہے۔ اسکے نام تو الگ ہو سکتے ہیں مگر مراد خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہوتی ہے۔ مختلف مذاہب کی مقدس کتب سے چند عبارتیں درج ذیل ہیں۔

وید اور گیتا میں خدا کا تصور:

وہ ایک ہے کسی دوسرے کی شرکت کے بغیر ہے۔

(چھندوگیا اُپنشد-1-2-6)

ترجمہ: اس کائنات کی چیزوں میں کچھ بھی حرکت ہے وہ سب اس حاکم، قدرت رکھنے والے کی مرضی سے ہے۔ (یجروید، ادھیائے 40-منتر 1)

ترجمہ: (اَے مالک) تیرے جیسا نہ کوئی دونوں عالم میں ہے اور نہ زمین کے ذرات میں اور نہ تیرے جیسا کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

(یجروید، ادھیائے 27-منتر 36)

ترجمہ: یہ پوری کائنات اس اللہ کے حجم سے چل رہی ہے۔ (یجروید، ادھیائے 40-منتر 1)

توحید کا ذکر بھگوت گیتا سے:

☆یو مام اجم آنا دم چہ، ویتی لوکہ مہیشورم
☆اسموڈھ سہ مریشو سروہ پاپیج پدم چیتے

ترجمہ: اَے انسانو اپنے ایشور کو پہچانو کیونکہ وہ ایک ایشور تمہارا پیدا کرنے والا ہے اس ایشور نے تمہیں ہوا (وایو) دیا۔ اگنی دیا، دھرتی دیا، آسمان دیا، جل دیا، تم اپنے ایشور کو پہچانو جس نے تمہیں اتنے انعامات دیئے۔ اے انسانو اگر تم مجھے نہیں پہچانو گے تو بہت بڑی گمراہی میں ہوگے۔ (بھگوت گیتا ادھیائے 3 شلوک 10)

ترجمہ: میرے صفات کو نہ جاننے والے بے وقوف لوگ مجھے جسم والا سمجھ کر میری بے عزتی کرتے ہیں۔

(گیتا، ادھیائے 9 شلوک 11)

ترجمہ: اپنی غیر ظہور پذیر شکل میں تمام کائنات میں سرایت کئے ہوئے سبھی جاندار مجھ میں سے ہیں لیکن میں ان میں رہتا نہیں۔ (گیتا، ادھیائے 9 شلوک 11)

تورات اور انجیل میں خدا کا تصور:

یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتاب کی ابتداء میں ہی یہ تحریر ہے:

(الف) خدا نے ابتداء میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ خدا نے کہا روشنی ہوجا اور روشنی ہوگئی۔ خدا نے روشنی کو دن کیا اور تاریکی کو رات۔ (کتاب المقدس پرانا اور نیا عہدنامہ، پیدائش باب 1، آیت 1 تا 3)

(ب) سُن لے اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا، اکیلا خداوند ہے، تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ۔

(استثناء، باب 6 آیت 4)

(ج) خدا کی مانند کوئی نہیں جو تیری مدد کیلئے آسمان پر اور اپنے جاہ وجلال میں افلاک پر سوار ہے۔ (استثناء، باب 33 آیت 26)

انجیل میں ذکر ہے کہ ”اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانے۔ (انجیل، یوحنا با، ب 17 آیت 4)

گرو گرنتھ صاحب میں خدا کا تصور:

گرو گرنتھ صاحب میں گُورو جی نے فرمایا:

ترجمہ: اس خدا تعالیٰ کے حضور ہی جھکو۔ جو الاوّل ہے، پاک ہے، اور غیر فانی ہے اور تمام زمانوں میں ایک ہی حالت کا حامل ہے یعنی جس کی کسی بھی صفت میں دائمی تعطل پیدا نہیں ہوسکتا۔

(جپو جی۔ گورو گرنتھ صاحب، انگ 7، پنہ 1)

گورونانک جی کے نزدیک خدا تعالیٰ کا مقرب بننے کیلئے کسی خاص ملک، علاقے، مذہب، قوم، قبیلہ یا نسل سے پیدا ہونا ہی ضروری نہیں۔ ہر ایک نیک اور ایمان دار شخص جو خلوص دل سے اپنے ایمان کے مطابق اعمال صالح بجالاتا ہے اسکا قُرب حاصل کرسکتا ہے۔ گورونانک جی فرماتے ہیں:

ترجمہ: بُرائی اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے چُھپی نہیں رہتی۔ وہ الحق سب کچھ دیکھتا ہے۔ کوئی بھی بات اُس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہر شخص نے چھلانگ لگائی ہے لیکن جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی کچھ ہوتا ہے۔ اسکے دربار میں ذات اور طاقت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور وہاں انسان کا نئے جیووں سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ لوگ بہت ہی قلیل ہیں جو عزت اور آبرو حاصل کرتے ہیں وہی بھلے لوگ ہیں۔

(آساوار۔ گورو گرنتھ صاحب، انگ 469، پنہ 5 اور 6)

بایں وجہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری عبادت میں ہی تمہارا فائدہ ہے۔ میرے علاوہ جس کسی کی تم عبادت کرو گے وہ تمہیں فائدہ نہیں دے گی۔ یہاں اسی قسم کے معبودوں کو جلانے کا ذکر ہے جو جھوٹے طور پر خدا بن جاتے ہیں اور اپنی عبادت کرواتے ہیں اور انہی میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون بھی تھا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی رسول، اوتار جو اس دنیا میں آئے انہوں نے ایک ہی اللہ، ایک ہی خدا، ایک ہی ایشور، کی عبادت کا حکم دیا اور اسکے علاوہ اللہ کی ہی مخلوق میں سے کسی اور کی عبادت فائدہ مند نہیں ہوسکتی۔ اس لئے وہ عبادت بھی ضائع ہوگی اور جسکی بھی عبادت کی جائے گی وہ بھی ان سے برأت کریگا اور اسکو بھی اللہ تعالیٰ جہنم کا ایندھن عبرت اور نصیحت کیلئے بنائے گا۔

اس تشریح کے بعد اس آیت پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہو علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں **منادی** کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22-21)

اعتراض آیت نمبر: 2(l)

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (سورۃ الفتح، سورۃ نمبر 48 آیت نمبر 21)

ترجمہ: اللہ نے تم سے کثیر اموالِ غنیمت کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کروگے۔ پس یہ تمہیں اس نے فوری عطا کردیں اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے تاکہ یہ مومنوں کیلئے ایک بڑا نشان ہوجائے اور وہ تمہیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دے۔

اعتراض آیت نمبر: 2(m)

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(سورۃ الانفال، سورۃ نمبر 8 آیت نمبر 70)

ترجمہ: پس جو مالِ غنیمت تم حاصل کرو اس میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وضاحت: درخواست دہندہ نے جن 26 آیات کو حذف کرنے کا مطالبہ کیا ہے (خاک بہ دہن) ان میں آیت نمبر 2(l) اور 2(m) یں اموال غنیمت کا ذکر ہے۔ اسکی وضاحت میں تحریر ہے کہ ان آیات کا سابقہ آیات اور تاریخی حالات کے پس منظر میں مطالعہ کرنا ہوگا۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ مسلمان مہاجر کفار مکہ کے ہاتھوں ستائے جانے کے بعد مجبوراً تمام مال و اسباب، در و دیوار، مکہ میں چھوڑ کر مدینہ میں آگئے اس ہجرت کی وجہ سے بظاہر انکی تجارتیں اور کاروبار جو مکہ میں تھے تباہ و برباد ہوگئے تھے مدینہ آکر انصار بھائیوں کی مدد سے انہوں نے ازسرنو اپنی تجارتیں شروع کیں تاکہ جلد از جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجائیں مگر کفار مکہ انکا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے۔ تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد ان پر حملہ کرتے اور مجبوراً مسلمانوں کو اپنے بچاؤ اور دفاع کیلئے ان سے جنگ کرنی پڑتی ان جنگوں میں جب فریق مخالف کو شکست ہوجاتی تو وہ اپنا مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ جاتے تو ان کا چھوڑا ہوا مال مسلمانوں میں تقسیم کردیا جاتا اور اسے مال غنیمت کہا جاتا تھا۔ اس تقسیم کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ بلاوجہ کی جنگ جو ان پر تھوپی گئی اور اس کیلئے انہیں تیاری کرنی پڑی اپنے مال اور اپنی جان ان میں جھونکنی پڑی اس کیلئے اپنی تجارت و کاروبار کو عارضی طور پر بند کرنا پڑا۔ اس خسارے کی کسی حد تک تلافی ہوسکے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں اسکی تقسیم کا یہ اصول تھا کہ سارے اموال میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اسکے رسول کیلئے وقف کردیا جاتا تھا۔ اسکے بعد بقیہ مال جنگ میں شریک ہونے والوں میں برابر تقسیم کردیا جاتا یہ بھی مقرر تھا کہ سوار کو پیدل کی نسبت دو حصے دیئے جاتے اور پانچواں حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے مخصوص کردیا جاتا اس میں سے کچھ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اہل و عیال میں تقسیم کردیتے اور اکثر حصہ مسلمانوں کی اجتماعی دینی، قومی اغراض میں صرف ہوتا تھا۔ آیت میں جو یہ فرمایا گیا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ (پس یہ تمہیں اس نے فوری عطا کردیں) ان الفاظ میں ان اموال غنیمت کے ملنے کا ذکر ہے جو خیبر میں لڑنے والی جنگ (7 مئی 628) میں مسلمانوں کو ملے تھے اور لوگوں کے ہاتھ ان سے روک لے (كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ ......) سے مراد حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کو تم پر حملہ کرنے سے باز رکھا۔

مال غنیمت پر قبضہ کرنے اور اسے استعمال کرنے کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی دینی کتاب تورات میں بھی مذکور ہے کہ اور جب تو کسی شہر کے پاس اُس سے لڑنے کیلئے آپہنچے تو پہلے اُس سے صلح کا پیغام کر۔ تب یوں ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لئے کھول دے تو ساری خلق جو اس شہر میں پائی جاوے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو اسکا محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کردیوے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اسکا سارا لوٹ اپنے لئے۔ (استثناء باب 20 آیت 10 تا 15)

یہودی شریعت کا یہ حکم محض ایک کاغذی حکم نہیں تھا جس پر کبھی عمل نہ کیا گیا ہو بلکہ بنو اسرائیل کا ہمیشہ اسی پر عمل رہا ہے اور یہودی قضیئے ہمیشہ اسی اصل کے ماتحت تصفیہ پاتے رہے ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

اور انہوں نے (یعنی بنو اسرائیل نے) مدیانیوں سے لڑائی کی جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا اور سارے مردوں کو قتل کیا اور انہوں نے ان مقتولوں کے سوا آدمی اور رقم اور صور اور حور اور ربع کو جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا اور باعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور ان کے مواشی اور بھیڑ بکری اور مال و اسباب سب لوٹ لیا۔ (گنتی باب 31 آیت 12-7)

حضرت مسیح ناصری کو (جو وہ بھی بنو اسرائیل میں سے ہی تھے) گو اپنی زندگی میں حکومت نصیب نہیں ہوئی اور نہ جنگ و جدال کے موقعے پیش آئے جن میں اُنکا طریق عمل ظاہر ہوسکتا۔ مگر ان کے بعض فقروں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شریر اور بد باطن دشمنوں کے متعلق ان کے کیا خیالات تھے۔ چنانچہ اپنے دشمنوں کو مخاطب کرکے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ ”اے سانپوں! سانپوں کے بچوں! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچوگے؟“

(متی باب 23 آیت 33)

تورات کی مذکورہ تعلیم کے بعد قرآن مجید میں مال غنیمت کو اپنی تحویل میں لیکر اسے استعمال کرنے میں کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (النور: 32)

ترجمہ: اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

اللہ کی قسم! میں اس ہیئت اور حالت کو ترک نہیں کروں گا جس پر میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو چھوڑا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو، میں لوگوں کیلئے زینت اور زیبائش نہیں اختیار کرونگا، میں نہیں چاہتا کہ لوگوں کے ہاں تو میرا معاملہ عظمت اختیار کر جائے اور اللہ کے حضور بہت چھوٹا ہو جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور آپؐ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24/ستمبر 2021 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال بیت المقدس کی فتح کب ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بیت المقدس کی فتح پندرہ ہجری میں ہوئی۔

سوال بیت المقدس کی فتح کن سپہ سالاروں کے ذریعہ ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عَمرو بن عاصؓ کی قیادت میں اسلامی لشکر نے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا تو حضرت ابوعبیدہؓ کا لشکر بھی ان سے جاملا۔ عیسائیوں نے قلعہ بندی سے تنگ آکر صلح کی پیشکش کی لیکن شرط یہ رکھی کہ خود حضرت عمرؓ آکر صلح کا معاہدہ کریں۔

سوال حضرت عمر کس سادگی کیساتھ بیت المقدس روانہ ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کا یہ سفر کوئی معمولی سفر نہ تھا۔ اس کا مقصد دشمنوں کے دلوں پر اسلامی رعب و دبدبہ بٹھانا تھا لیکن جب آپ روانہ ہوئے تو دنیاوی بادشاہوں کی طرح نہ تو ان کے ساتھ کوئی نقارہ تھا نہ کوئی لاؤلشکر تھا یہاں تک کہ ایک معمولی سا خیمہ بھی ساتھ نہ تھا۔ حضرت عمرؓ ایک گھوڑے پر سوار تھے اور چند ساتھی مہاجرین اور انصار میں سے تھے۔

سوال حضرت عمر اس سفر میں بعد نماز فجر کیا نصائح فرماتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ بعد نماز فجر لوگوں کی طرف رُخ کر کے بیٹھ جاتے اور فرماتے: ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں اسلام اور ایمان کے ذریعہ عزت بخشی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں شرف بخشا اور ہمیں آپؐ کے ذریعہ گمراہی سے ہدایت فرمائی اور گروہوں میں تقسیم کے بالمقابل ہمیں اکٹھا کیا اور ہمارے دلوں میں الفت پیدا کی اور دشمنوں کے بالمقابل آپؐ کے ذریعہ ہماری نصرت فرمائی اور ہمیں مختلف شہروں میں متمکن کیا اور آپؐ کے ذریعہ ہمیں آپس میں محبت کرنے والے بھائی بھائی بنا دیا۔ پس تم لوگ ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو اور اس سے مزید مدد طلب کرو اور ان نعمتوں پر اللہ سے شکر کی توفیق مانگو اور وہ نعمتیں جن میں تم چلتے پھرتے ہو ان کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ تم پر انہیں پورا کر دے کیونکہ اللہ عزوجل اپنی جانب رغبت چاہتا ہے اور وہ شکر گزاروں پر اپنی نعمتوں کو مکمل کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ اپنے اس سفر کے دوران آغاز سے لے کر واپس تشریف لانے تک اس قول کو ہر صبح کہتے رہے اور اسے ترک نہ کیا۔

سوال حضرت عمرؓ کے شام پہنچنے کے بعد یزید بن ابوسفیان نے انہیں کیا مشورہ دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یزید بن ابی سفیان نے عرض کیا اَے امیر المومنین! ہمارے پاس کپڑے اور سواریاں بہت ہیں اور ہمارے ہاں زندگی بہت عمدہ ہے اور مال بہت سستا ہے اور مسلمانوں کا وہ حال ہے جسے آپؓ پسند فرماتے ہیں۔ اگر آپؓ یہ سفید کپڑے پہنیں اور ان عمدہ سواریوں پر سوار ہوں اور اس بہت زیادہ اناج اور غلہ میں سے مسلمانوں کو کھانے کے لیے دیں تو ایسا کرنا شہرت کا باعث ہوگا اور امورِ سلطنت کی ادائیگی میں آپ کے لیے زیادہ زینت کا باعث ہوگا اور عجمیوں کے نزدیک آپ کی زیادہ عظمت کا موجب ہوگا۔

سوال حضرت عمرؓ نے یزید بن ابوسفیان کی تجویز کا کیا جواب دیا؟

جواب حضرت عمرؓ نے فرمایا: اَے یزید! نہیں، اللہ کی قسم! میں اس ہیئت اور حالت کو ترک نہیں کروں گا جس پر میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو چھوڑا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ۔ جس طرح مَیں ان کے ساتھ رہا تھا اسی حال میں رہوں گا اور میں لوگوں کے لیے زینت اور زیبائش نہیں اختیار کروں گا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا کرنا مجھے میرے ربّ کے ہاں عیب دار نہ کر دے اور میں نہیں چاہتا کہ لوگوں کے ہاں تو میرا معاملہ عظمت اختیار کر جائے اور اللہ کے حضور بہت چھوٹا ہو جائے۔

سوال حضرت عمرؓ نے بیت المقدس والوں کو صلح کی کیا تحریر دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے اہلِ ایلیا کو صلح کی یہ تحریر دی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ نے ایلیا والوں کو دی ہے۔ ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست اور ان کی ساری قوم کو امان دی جاتی ہے۔ کوئی بھی ان کے گرجا گھروں میں قیام نہیں کرے گا اور نہ وہ گرائے جائیں گے۔ نہ ان کے گرجا گھروں کے احاطوں میں کچھ کمی کی جائے گی اور نہ ان کی صلیب کو نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ ان کے اموال کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ اور ان سے دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں کیا جائے گا اور ان میں سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔

سوال ابن خلدون نے حضرت عمرؓ کے صلح نامے سے کیا نتائج اخذ کئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ اس معاہدے سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں: ایک یہ کہ مسلمانوں نے اپنا مذہب تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا۔ دوسرے یہ کہ ان کے عہدِ حکومت میں دوسرے مذاہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ تیسرے یہ کہ غیر قوموں سے زبردستی جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔ ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار حاصل تھا اور دونوں صورتوں میں ان کو امن دیا گیا تھا۔

سوال حضرت عمرؓ کی بیت المقدس کی تشریف آوری پر کیا ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں نے یہ سوچ کر کہ عیسائی کیا کہیں گے آپؓ کو قیمتی پوشاک دی لیکن آپؓ نے فرمایا خدا نے ہم کو جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور ہمارے لیے یہی کافی ہے۔ عیسائی پادریوں نے خود شہر کی چابیاں حضرت عمرؓ کے سپرد کیں۔ سب سے پہلے حضرت عمرؓ مسجد اقصیٰ گئے۔ پھر عیسائیوں کے گرجا میں آئے اور اس کو دیکھتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے عیسائیوں کے گرجا کی سیر کی۔ نماز کا وقت ہوا تو عیسائیوں نے گرجے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی لیکن حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ آئندہ نسلیں اس کو حجت قرار دے کر مسیحی معبدوں میں دست اندازی نہ کریں باہر نکل کر نماز پڑھی۔

سوال حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کی دعوت کیوں نہیں کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایلیا میں قیام کے دوران مسلمان لشکر کے امراء نے باری باری حضرت عمرؓ کی دعوتیں کیں۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے فرمایا کہ تمہارے سوا لشکر کے امراء میں سے کوئی ایسا امیر نہیں جس نے میری دعوت نہ کی ہو۔ اس پر حضرت ابوعبیدہؓ نے عرض کیا: اَے امیر المومنین! مَیں ڈرتا ہوں کہ اگر مَیں نے آپ کی دعوت کی تو آپؓ اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکیں گے۔ حضرت عمرؓ اس کے بعد ان کے خیمہ میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں کچھ بھی نہیں ہے سوائے حضرت ابوعبیدہؓ کے گھوڑے کے نمدے کے اور وہی ان کا بستر تھا اور ان کی زین تھی اور وہی ان کا تکیہ تھا۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ منظر دیکھا تو آپؓ رو پڑے۔ پھر حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہؓ کو اپنے ساتھ چمٹا لیا اور فرمایا تم میرے بھائی ہو۔

سوال اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کیا خطاب کیا؟

جواب حضرت عمرؓ نے لوگوں سے خطاب کیا کہ: اَے اہل اسلام! یقیناً اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ہے اور اس نے دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد کی ہے اور تمہیں ان ممالک کا وارث بنا دیا ہے پس تمہیں اپنے ربّ کی نعمتوں پر شکر بجا لانا چاہئے۔ تم لوگ نافرمانی والے کاموں سے دور رہو کیونکہ نافرمانی والے کام نعمتوں کی ناشکری ہے اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ اللہ کسی قوم پر انعام کرے اور وہ ناشکری کریں پھر وہ جلد توبہ نہ کریں مگر ضرور ان کی عزت سلب کر لی جاتی ہے۔

سوال حضور انور نے حضرت بلالؓ کے اذان دینے کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایلیا میں قیام کے دوران ایک دفعہ نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے اصرار کیا کہ وہ حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیں۔ حضرت بلالؓ نے کہا میں عزم کر چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے اذان نہ دوں گا لیکن حضرت عمرؓ کے حکم پر حضرت بلالؓ نے جب اذان دی تو تمام صحابہ پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ وہ روتے روتے بیتاب ہو گئے۔ حضرت عمرؓ بھی اتنے بیتاب ہوئے کہ ہچکی بندھ گئی اور دیر تک اس کا اثر رہا۔

سوال حضور انور نے خطبہ کے آخر پر کن مرحومین کا ذکر خیر فرمایا؟

جواب حضور انور نے مکرم چودھری سعید احمد لکھن صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر، مکرم محمد شہاب الدین صاحب نائب نیشنل امیر بنگلہ دیش، محترم راؤل عبداللہ صاحب کا ذکر خیر فرمایا جو ارجنٹائن کے رہنے والے تھے اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَے لوگو! سلام کو رواج دو ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ صلہ رحمی کرو اور اُس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3/ستمبر 2004 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ کے شروع میں حضور انور نے قرآن کریم کی کن آیات کی تلاوت کی؟

جواب حضور انور نے سورۃ النور کی آیات 28 اور 29 کی تلاوت کی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾ ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں اس کی اجازت دی جائے۔ اور اگر تمہیں کہا جائے واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو۔ تمہارے لئے یہ بہت زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو خوب جانتا ہے۔

سوال ملاقات کے اسلامی آداب کیا ہیں؟

جواب ملاقات کے اسلامی آداب میں سے ایک کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ: اسلامی معاشرہ امن اور سلامتی پھیلانے والا معاشرہ ہے اس لئے یہ بھی خیال رکھو کہ جب تم کسی کے گھر ملنے جاؤ تو چونکہ مختلف اوقات میں انسان کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں، طبیعتوں کی مختلف کیفیت ہوتی ہے اس لئے جب کسی کے گھر ملنے جاؤ اور گھر والا بعض مجبوریوں کی وجہ سے تمہارے سلام کا جواب نہ دے یا تمہاری توقعات کے مطابق تمہارے ساتھ پیش نہ آئے تو ناراض نہ ہو جایا کرو۔ زود رنجی کا اظہار نہ کیا کرو بلکہ حوصلہ دکھاتے ہوئے، خاموشی سے واپس آجایا کرو۔ اگر اس طرح عمل کرو گے تو ہر طرف سلامتی بکھیرنے والے اور پرامن معاشرہ قائم کرنے والے ہو گے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ جو دو آیات میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں اسلام کے حسین معاشرے کو قائم کرنے اور آپس کے تعلقات کو ہمیشہ بہترین رکھنے کیلئے بڑی خوبصورت نصائح فرمائی گئی ہیں۔ پہلی بات تو یہ

بیان فرمائی کہ تمہارا دائرہ عمل صرف تمہارا اپنا گھر ہے۔تم اگر آزادی سے داخل ہو سکتے ہو تو اپنے گھروں میں کسی دوسرے کے گھر میں منہ اٹھا کے نہ چلے جایا کرو اس سے تم بہت سی قباحتوں سے بچ جاؤ گے۔

سوال کسی کے گھر اجازت لیکر داخل ہونے کی حضور انور نے کیا افادیت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر کسی کے پاس ملاقات کیلئے یا کام کیلئے جانا ہے تو پہلے گھر والوں سے اجازت لو اور اجازت لینے کے بہت سے فوائد ہیں۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو لکھا ہے کہ بغیر اجازت کسی کے گھر جانے سے ہوسکتا ہے کہ تمہارے پر کوئی اخلاقی الزام لگ جائے، کوئی چوری کا الزام لگ جائے۔اس لئے اجازت کو اَنا کا مسئلہ بنانے کی ضرورت نہیں۔تمہاری اپنی بھی اسی میں بچت ہے اور گھر والوں سے جو تمہارے تعلقات ہیں ان میں بھی اس میں فائدہ ہے کہ اجازت لے لو۔

سوال اجازت کس طرح لینی چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اجازت اس طرح لینی ہے کہ سلام کہہ کر اجازت لو، اونچی آواز میں سلام کہو۔سلام کرنے سے یہ احساس بھی رہتا ہے کہ میں نے سلامتی کا پیغام بھیجا ہے۔اور پھر گھر والے بھی جواب میں سلامتی کا جواب ہی دیتے ہیں تو پھر اس طرح سے دونوں طرف سے محبت کے جذبات کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

سوال اپنے گھر میں بھی سلام کر کے داخل ہونے کے متعلق حضور انور نے کون سی روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا اَے میرے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے ہاں جاؤ تو سلام کہا کرو یہ تمہارے اور تمہارے اہل خانہ کیلئے خیر و برکت کا موجب ہوگا۔

سوال بچوں میں سلام کی عادت پختہ کرنے کیلئے کیا کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمیں بھی اپنے بچوں کو سلام کہنے کی عادت ڈالنی چاہئے ۔یہ تو ٹریننگ کا ایک مستقل حصہ ہے، بچے کو سمجھاتے رہیں کہ وہ سلام کرنے کی عادت ڈالے، گھر سے جب بھی باہر جائے سلام کر کے جائے اور گھر میں جب داخل ہو تو سلام کر کے داخل ہو۔پھر بچوں کو اسکا مطلب بھی سمجھائیں کہ کیوں سلام کیا جاتا ہے تو بہر حال بچوں، بڑوں سب کو سلام کہنے کی عادت ہونی چاہئے۔

سوال سلام کر کے داخل ہونے کے متعلق عورتوں کو حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ حکم عورتوں کیلئے بھی اسی طرح ہے جس طرح یہ مردوں کیلئے ہے۔عورتوں میں بھی وہی قباحتیں پیدا ہوسکتی ہیں جس طرح مردوں میں پیدا ہو سکتی ہیں بلکہ بعض حالات میں عورتوں کیلئے زیادہ قباحتیں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔اس لئے سلام کر کے، اعلان کر کے، اجازت لے کر گھر کے جس فرد کے پاس بھی آئی ہوں وہاں جائیں تا کہ تمام گھر والوں کو بھی پتہ ہو کہ فلاں اس وقت ہمارے گھر میں موجود ہے۔پھر پردہ دار عورت کیلئے اور بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس اعلان کی وجہ سے جہاں وہ گھر میں موجود ہوگی وہاں مرد آسانی سے آ جا نہیں سکیں گے یا آنے میں احتیاط کریں گے۔ پردہ کروا کر آئیں گے۔تو اس طرح اور بھی بظاہر چھوٹی باتیں ہیں جن میں صرف سلام کہنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

سوال کتنی دفعہ اجازت مانگنے کا حکم حدیث میں ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگ لے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ واپس لوٹ جائے۔حضور انور نے فرمایا: لیکن پاکیزگی یہی ہے کہ واپس ناراضگی سے نہیں جانا، برا نہیں منانا بلکہ دل میں بلا کسی رنجش لانے کے اس پر عمل کرنا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حکم ہے اور اس سے ہمارے اندر محبت و اخوت پیدا ہوگی۔

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپس میں محبت بڑھانے کا کیا نسخہ بیان فرمایا؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گے جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور تم صاحب ایمان اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو۔کیا میں تم کو ایک ایسا فعل نہ بتاؤں جو تم بجالاؤ تو باہم محبت کرنے لگو۔پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ یعنی آپس میں سلام کہنے کو رواج دو۔

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو آپسی عداوت اور حسد سے بچنے کا کیا نسخہ بتایا؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں کی بیماری عداوت اور حسد تمہارے اندر بھی گھس آئے گی۔ عداوت تو جڑ سے کاٹ دینے والی شئے ہے۔ یہ بالوں کو نہیں کاٹتی بلکہ دین کو کاٹ دیتی ہے۔قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے تم جنت میں نہیں جا سکو گے جب تک مومن نہ بنو اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک تم میں باہم میل ملاپ اور محبت نہ ہو۔کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ یہ باہمی محبت تم میں کیوں کر پیدا ہوگی۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپس میں السلام علیکم کو رواج دو۔

سوال سلام کے ضمن میں ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا سوال کیا اور آپؒ نے اس کا کیا جواب دیا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے سوال کیا تھا کہ زیادہ ثواب تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہنے میں ہے۔ آپ صرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ کہتے ہیں تو آپ نے جواب دیا تھا کہ میں جان بوجھ کر ایسا کرتا ہوں تا کہ آپ زیادہ بہتر طور پر لوٹا سکیں کیونکہ احسن رنگ میں لوٹانے کا بھی تو حکم ہے۔حضور انور نے فرمایا میں بھی بعض اوقات جان بوجھ کر اسی طرح کرتا ہوں۔

سوال ایک بچی نے حضور انور سے کیا سوال کیا اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مجھے کسی بچی نے سوال کیا کہ آپ کو سب دعا کیلئے کہتے ہیں آپ کسی کو نہیں کہتے۔تو میں نے اس کو کہا تھا کہ میں تو پہلے دن سے آج تک دعا کیلئے کہتا چلا آ رہا ہوں۔ ہاں ہر ملنے والے کو انفرادی طور پر نہیں کہتا۔ بعضوں کو کہہ بھی دیتا ہوں اور خطوں میں بھی لکھتا ہوں لیکن اجتماعی طور پر عموماً میں دعا کیلئے کہتا رہتا ہوں اور اجتماعی دعائیں لینے کی کوشش کرتا ہوں ۔مسجد میں بھی سلام کرتے وقت، اجتماعوں وغیرہ میں بھی۔

سوال جنت میں داخل ہونے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نسخہ بتایا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَے لوگو! سلام کو رواج دو، ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور اُس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

صاحب ہلاک نہ کئے جاتے تو گویا خدا کی گورنمنٹ میں مفتریوں کیلئے کوئی انتظام نہیں اور وہاں ہر ایک فریب چل جاتا ہے اور یہ امکان باقی رہتا ہے کہ اگر خدا پر کوئی نبی افترا بھی کرتا تو دنیا کی زندگی میں اس کے لئے کوئی عذاب نہ تھا گویا خدا کے قانون سے انسانی گورنمنٹ کے قانون بڑھ کر ہیں کہ ان میں جھوٹی دستاویز بنانے والے دست بدست پکڑے جاتے اور سزا پاتے ہیں۔ (تحفۃ الندوہ رُوحانی خزائن جلد 19، صفحہ 93)

واہ! حافظ صاحب آپ نے اسلام کا ہی خاتمہ کیا، حافظ ہوں تو ایسے ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

جبکہ حافظ صاحب کے نزدیک جھوٹے پیغمبروں کی بھی اس قدر تائید ہوسکتی ہے کہ باوجود دشمنوں کی جان توڑ کوششوں کے وہ اُس وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں کہ اپنے دین کو زمین پر جمادیں تو اس اصول سے سچّے نبی سب خاک میں مل گئے اور جھوٹ اور سچ میں سخت گڑبڑ پڑ گیا۔اور ظاہر ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے صدہا بد ارادوں اور فریبوں اور کوششوں کے مخالف، ایک مامور کو زندہ رکھنا اور دین کو زمین پر جما دینا یہ خدا تعالیٰ کا بڑا معجزہ ہے جو سچے اور کامل نبیوں کو دیا جاتا ہے۔پس جبکہ اس معجزہ میں جھوٹے پیغمبر بھی شریک ہیں تو اِس صورت میں معجزہ بھی قابل اعتبار نہ رہا اور سچے نبی کی سچائی پر کوئی علامت قاطعہ باقی نہ رہی واہ! حافظ صاحب آپ نے اسلام کا ہی خاتمہ کیا۔ حافظ ہوں تو ایسے ہوں۔ (تحفۃ الندوہ رُوحانی خزائن جلد 19، حاشیہ صفحہ 93)

مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : **مَیں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں**۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مَیں مفتری نہیں کذاب نہیں۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم پر بھی اور اُن نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر کئے دیکھ کر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر مَیں تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو کہ باوجود اس کے ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالیٰ پر کرے پھر اللہ تعالیٰ اس کی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اُسے ہلاک کرے مگر یہاں اس کے برخلاف معاملہ ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں اس کی طرف سے آیا ہوں مگر مجھے کذّاب اور مفتری کہا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور ہر بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے مجھے نصرت دیتا ہے اور اُس سے مجھے بچاتا ہے اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے دل میں میری محبت ڈال دی۔

(لیکچر لدھیانہ رُوحانی خزائن جلد 20، صفحہ 275)

خدا نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا
جب تک اُسکی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اس کی وہ کبھی نہیں کرتا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اُس زمانہ میں مَیں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستّر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گزر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا۔اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس نادار تھا، اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس پر افترا کرتا ہے۔جبکہ مَیں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس بتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں اُن کو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلّت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دُنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اس قدر ہر ایک میدان میں اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جب تک اُسکی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اس کی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُس کیلئے ظاہر کرتا ہے۔

(حقیقۃ الوحی، رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 461)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں :

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 20 - January - 2022 Issue. 3

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 رجنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ سراقہ بھی انعام کے لالچ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کی نیت سے نکلا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اس کے آگے روکیں کھڑی کر دیں تو اس نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ جب آپ کی حکومت ہو تو مجھے امان دیجئے اور ایک تحریر لکھوائی۔ اس ضمن میں بعض روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس کے واپس لوٹتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ سراقہ تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔ سراقہ حیرت زدہ ہو کر پلٹا اور کہا کہ کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا ہاں وہی کسریٰ بن ہرمز۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کسریٰ کے کنگن اور اس کا تاج اور اس کا کمر بند لایا گیا تو حضرت عمر نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو بلایا اور فرمایا اپنے ہاتھ بلند کرو اور انہیں کنگن پہنائے اور فرمایا کہ کہو تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے کسریٰ بن ہرمز سے یہ دونوں چھین کر عطا کیں۔ یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ سفر ہجرت کے وقت نہیں بلکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین اور طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے تو سراقہ بن مالک نے جعرانہ کے مقام پر اسلام قبول کیا اور جعرانہ مکہ اور طائف کے راستے پر مکہ کے قریب ایک کنوئیں کا نام ہے۔ آپ نے سراقہ سے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے۔

سراقہ کے تعاقب کے واقعہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ جب سراقہ لوٹنے لگا تو معاً اللہ تعالیٰ نے سراقہ کے آئندہ حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیب سے ظاہر فرما دیئے اور ان کے مطابق آپ نے اسے فرمایا۔ سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسری کے کنگن ہوں گے۔ سراقہ نے حیران ہو کر پوچھا کسریٰ بن ہرمز شہنشاہِ ایران کے کنگن؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ کی یہ پیشگوئی کوئی سولہ سترہ سال کے بعد جا کر لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ سراقہ مسلمان ہو کر مدینہ آ گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر خلیفہ ہوئے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی شان کو دیکھ کر ایرانیوں نے مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے اور بجائے اسلام کو کچلنے کے خود اسلام کے مقابلہ میں کچلے گئے۔ کسریٰ کا دارالامارۃ اسلامی فوجوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوا اور ایران کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ حضرت عمر نے اپنے سامنے کسریٰ کے کنگن دیکھے تو خدا کی قدرت ان کی آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ انہوں نے کہا سراقہ کو بلاؤ۔ سراقہ بلائے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ کسریٰ کے کنگن اپنے ہاتھوں میں پہنیں۔ سراقہ نے وہ کنگن اپنے ہاتھ میں پہن لئے اور مسلمانوں نے اس عظیم الشان پیشگوئی کو پورا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

اس سفر ہجرت میں ام معبد کا ذکر ملتا ہے۔ اس سفر کے دوران ایک خیمے کے پاس سے گزرتے ہوئے زادراہ کی طلب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قافلہ رکا۔ یہ ام معبد کا خیمہ تھا ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد تھا۔ ان کا تعلق خزاعہ کی شاخ بنوکعب سے تھا۔ یہ حضرت حبیش بن خالد کی ہمشیرہ تھیں جنہیں صحابی ہونے اور روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ ام معبدا کے خاوند نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ ام معبد ایک بہادر اور مضبوط خاتون تھیں وہ اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھی رہتیں اور وہاں سے گزرنے والوں کو کھلاتی پلاتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیمے کے ایک کونے میں بکری نظر آئی تو آپ نے پوچھا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ ایک ایسی بکری ہے کہ جسے کمزوری نے ریوڑ سے پیچھے رکھا ہوا ہے۔ یعنی اس میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ ریوڑ کے ساتھ باہر چرنے جا سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس میں دودھ ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے تو ضرور دوہ لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بکری منگوائی اور اسکے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اللہ عزّ وجلّ کا نام لیا اور ام معبد کیلئے اس کی بکری میں برکت کی دعا کی۔ بکری آپ کے سامنے آرام سے کھڑی ہوگئی اور اس نے خوب دودھ اتارا اور جگالی شروع کر دی۔ پھر آپ نے ان سے ایک برتن منگوایا جو ایک جماعت کو سیر کر سکتا تھا۔ اس میں اتنا دودھ دوہا کہ جھاگ اسکے اوپر تک آ گئی۔ پھر ام معبد کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئیں۔ پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ وہ بھی سیر ہو گئے ان سب کے آخر میں آپ نے خود نوش کیا اور فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد آپ نے اس برتن میں دوبارہ دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گیا اور اسے ام معبد کے پاس چھوڑ دیا پھر آپ نے وہ بکری خریدی اور سفر کیلئے نکل پڑے۔ راستہ میں زبیر بن العوام سے ملاقات ہوگئی جو شام سے تجارت کر کے مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ مکہ کو واپس جا رہے تھے۔ زبیر نے ایک جوڑا سفید کپڑوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایک حضرت ابوبکر کی نذر کیا اور کہا میں بھی مکہ سے ہو کر بہت جلد آپ سے مدینہ میں آملوں گا۔

بخاری کی ایک روایت ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ راہ گزرتے ہوئے کئی دوسرے قافلے والے جو کہ حضرت ابوبکر کو پہچانتے تھے پوچھتے کہ آپ کے ساتھ یہ کون ہے تو آپ کہہ دیتے کہ یہ مجھے راستہ دکھانے والے ہیں۔ هٰذَا رَجُلٌ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ۔ لوگ سمجھتے یہ گائیڈ ہیں اور حضرت ابوبکر کی مراد راہ ہدایت سے ہوتی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبا میں آمد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ مدینہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ پہلے آپ قبا میں جو مدینہ کے پاس ایک گاؤں تھا ٹھہریں۔ ایک یہودی نے آپ کی اونٹنیوں کو آتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ قافلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اس نے آواز دی اے قیلہ کی اولاد (قیلہ مدینہ والوں کی ایک دادی تھی) تم جس کے انتظار میں تھے آ گیا ہے۔ اِس آواز کے پہنچتے ہی مدینہ کا ہر شخص قبا کی طرف دوڑ پڑا۔ قبا کے باشندے اِس خیال سے کہ خدا کا نبی ان میں ٹھہرنے کیلئے آیا ہے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ قبا میں انصار کے بعض خاندان آباد تھے جن میں زیادہ ممتاز عمرو بن عوف کا خاندان تھا اور اس زمانہ میں اس خاندان کے رئیس کلثوم بن الہدم تھے۔ قبا کے انصار نے آپ کا نہایت پرتپاک استقبال کیا اور آپ کلثوم بن الہدم کے مکان پر فروکش ہو گئے۔ وہ مہاجرین جو آپ سے پہلے مدینہ پہنچ گئے ہوئے تھے وہ بھی اس وقت تک زیادہ تر قبا میں کلثوم بن الہدم اور دوسرے معززین انصار کے پاس مقیم تھے اور شاید یہی وجہ تھی کہ آپ نے سب سے پہلے قبا میں قیام کرنا پسند فرمایا۔ ایک آن کی آن میں سارے مدینہ میں آپ کی آمد کی خبر پھیل گئی اور تمام مسلمان جوشِ مسرت میں بیتاب ہو کر جوق در جوق آپ کی فرودگاہ پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا میں قیام کے دوران ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی جسے مسجد قبا کہا جاتا ہے۔ مسجد قبا کے متعلق آتا ہے کہ یہی وہ مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی مگر بعض روایات میں مسجد نبوی کو وہ مسجد قرار دیا گیا ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔ سیرت حلبیہ میں ذکر ہے کہ ان دونوں اقوال میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ان دونوں مساجد میں سے ہر ایک کی بنیاد تقویٰ پر ہی رکھی گئی۔ دس دن یا چودہ دن قیام کے بعد جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں جب بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ہمراہ وادی رانونہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی اور ان کی تعداد ایک سو تھی۔ جمعہ سے فارغ ہو کر آپ کا قافلہ پھر آہستہ آہستہ آگے روانہ ہوا۔ راستہ میں آپ مسلمانوں کے گھروں کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ جوش محبت میں بڑھ بڑھ کر عرض کرتے تھے یا رسول اللہ یہ ہمارا گھر یہ ہمارا مال و جان حاضر ہے اور ہمارے پاس حفاظت کا سامان بھی ہے آپ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں۔ آپ ان کے لئے دعائے خیر فرماتے اور آہستہ آہستہ شہر کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں نے خوشی کے جوش میں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ چڑھ کر گانا شروع کیا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ☆ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ☆ مَا دَعَى لِلّٰهِ دَاعِ

یعنی آج ہم پر کوہ وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کے چاند نے طلوع کیا ہے۔ اس لئے اب ہم پر ہمیشہ کیلئے خدا کا شکر واجب ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کے بچے مدینہ کی گلی کوچوں میں گاتے پھرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے خدا کے رسول آ گئے۔ اور مدینہ کے حبشی غلام آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں تلوار کے کرتب دکھاتے پھرتے تھے۔ جب آپ شہر کے اندر داخل ہوئے تو ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ آپ اسکے پاس قیام فرمائیں اور ہر شخص بڑھ بڑھ کر اپنی خدمت پیش کرتا تھا۔ آپ سب کے ساتھ محبت کا کلام فرماتے اور آگے بڑھتے جاتے تھے حتی کہ آپ کی ناقہ بنونجار کے محلہ میں پہنچی اس جگہ بنونجار کے لوگ ہتھیاروں سے سجے ہوئے صف بند ہو کر آپ کے استقبال کیلئے کھڑے تھے اور قبیلہ کی لڑکیاں دفیں بجا بجا کر یہ شعر گا رہی تھیں۔

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

یعنی ہم قبیلہ بنونجار کی لڑکیاں ہیں اور ہم کیا ہی خوش قسمت ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محلہ میں ٹھہرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے زید بن حارثہ کو مکہ میں بھجوایا کہ وہ آپ کے اہل و عیال کو لے آئے۔ چنانچہ آپؐ کے اور حضرت ابوبکرؓ کے خاندان کے لوگ خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔

مدینہ ہجرت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق صنعا میں حضرت خبیب بن عساف کے ہاں ٹھہرے۔ صنعا مدینہ کے مضافات میں ایک جگہ ہے جو مسجد نبوی سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ حضرت خبیب کا تعلق بنو حارث بن خزرج سے تھا۔ ایک قول کے مطابق حضرت ابوبکر کی رہائش حضرت خارجہ بن زید کے ہاں تھی۔ بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکر نے صنعا میں ہی اپنا مکان اور کپڑا بنانے کا کارخانہ بنا لیا اور اس سے کاروبار کیا۔ انشاء اللہ یہ ذکر آئندہ بھی ہوگا۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم چوہدری اصغر علی کلار صاحب اسیر راہ مولیٰ آف بہاولپور، مکرم مرزا امتیاز احمد صاحب کارکن وکالت علیا ربوہ، مکرم کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر عبد الخالق صاحب سابق ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ، کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad